ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
یکم ربیع الثانی ۱۳۸۵ھ
۳۰/ جولائی ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ جَهَّزَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَدْ غَزَا وَ مَنْ خَلَفَ غَازِیًا فِیْ اَهْلِہٖ بِخَیْرٍ فَقَدْ غَزَا (متفق علیہ)

ترجمہ: جس نے خدا کی راہ میں کسی غازی کا سامان وغیرہ درست کیا اس نے جہاد کیا۔ اور جس شخص نے کسی غازی کے متعلقین کی اچھی طرح خبرگیری کی تو اس نے بھی جہاد کیا۔

مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ یُحِبُّ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَ لَہٗ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْئٍ اِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلُ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَۃِ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ: جنّت میں داخل ہو جانے کے بعد کوئی شخص دنیا میں آنا پسند نہیں کرے گا اگرچہ اس کو دنیا کی تمام چیزیں دے دی جائیں سوائے شہید کے کہ وہ دنیا میں واپسی کی تمنّا کرے گا۔ تاکہ وہ دس دفعہ قتل کیا جائے۔ کیونکہ وہ شہادت کے درجات کو دیکھے گا۔

مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَمَسَّہُ النَّارُ (بخاری)

ترجمہ: یہ نہیں ہو سکتا کہ انسان کے دو قدم اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار آلود ہوں۔ پھر دوزخ میں جائیں۔

اَلْقَتْلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُکَفِّرُ کُلَّ شَیْئٍ اِلَّا الدَّیْنَ۔ (مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالےٰ کی راہ میں قتل ہو جانے سے سوائے قرض کے باقی سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

مَا یَجِدُ الشَّهِیْدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ اِلَّا کَمَا یَجِدُ اَحَدُکُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَۃِ۔ (ترمذی ونسائی)

ترجمہ: شہید کو قتل ہونے سے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے کسی کو پسّو مچھر وغیرہ کے کاٹنے سے۔

مَنْ سَاَلَ اللّٰہَ الشَّهَادَۃَ بِصِدْقٍ بَلَّغَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنَازِلَ الشُّهَدَآءِ وَ اِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِہٖ۔ (مسلم۔ ترمذی۔ نسائی)

ترجمہ: جو شخص اللہ سے سچّے دل سے شہادت کا طلبگار ہوگا اللہ تعالےٰ اُس کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر (اپنی موت) مرے۔

عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغَّبَ فِی الْجِهَادِ وَ ذَکَرَ الْجَنَّۃَ وَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یَاْکُلُ تَمَرَاتٍ فِیْ یَدِہٖ فَقَالَ اِنِّیْ حَرِیْصٌ عَلَی الدُّنْیَا اِنْ جَلَسْتُ حَتّٰی اَفْرُغَ مِنْهُنَّ فَرَمٰی مَا فِیْ یَدِہٖ وَحَمَلَ بِسَیْفِہٖ فَقَاتَلَ حَتّٰی قُتِلَ۔ (مالک)

ترجمہ: حضرت یحییٰ بن سعید رضؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دی اور جنت کا ذکر فرمایا (قریب ہی)، انصار میں سے ایک صاحب اپنے ہاتھ میں کھجوریں لئے کھا رہے تھے — حضورؐ کی ترغیب اور جنّت کی نعمتوں کا شوق اس قدر ہوُا کہ فرمانے لگے اگر مَیں ان کھجوروں کو ختم ہونے تک بیٹھا رہوں تو مَیں یقیناً دنیا کا لالچی اور حریص بن جاؤں گا۔ چنانچہ اپنے ہاتھ سے کھجوریں پھینک دیں اور تلوار اٹھا کر میدانِ جہاد میں جا کر خوب جہاد کیا۔ یہاں تک کہ شہید ہوگئے

یَا اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْئَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ وَ اِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّۃَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَ مُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ۔ (صحیحین)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنّا نہ کرو۔ اور جب مقابلہ ہو جائے تو ڈٹ جاؤ۔ اور خوب یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے" پھر آپؐ نے یہ دعا کی "اے قرآن عزیز اتارنے والے بادلوں کو چلانے والے اور دشمنوں کی جماعتوں کو بھگا دینے والے مولا، ان کو بھگا دے اور ہمیں ان پر فتح و نصرت عطا فرما۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا غَزَا قَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِیْ وَ نَصِیْرِیْ بِکَ اَحُوْلُ وَ بِکَ اَصُوْلُ وَ بِکَ اُقَاتِلُ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے "یا اللہ! تو ہی میرے بازو کی طاقت ہے اور تُو ہی میرا مددگار ہے۔ تیری ہی مدد سے مَیں چلتا پھرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے مَیں حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جہاد کرتا ہوں۔

رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَجُلٌ یُرِیْدُ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ هُوَ یَبْتَغِیْ بِہٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا فَقَالَ لَا اَجْرَ لَہٗ لَا اَجْرَ لَہٗ لَا اَجْرَ لَہٗ۔

(ابوداؤد)

ترجمہ: کسی شخص نے خدمتِ عالیہ میں عرض کیا کہ حضورؐ! ایک شخص اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے — لیکن وہ اس کے ذریعے دنیا کی دولت بھی حاصل کرنا چاہتا ہے (تو کیا اس کو ثوابِ آخرت بھی ملے گا)، فرمایا اس کے لئے آخرت میں کوئی اجر نہیں، کوئی اجر نہیں، اس کا کوئی ثواب نہیں۔

مَنْ مَاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ نَفْسَہٗ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِنَ النِّفَاقِ (مسلم۔ ابوداؤد ونسائی)

ترجمہ: جو شخص ایسی حالت میں مر گیا کہ اُس نے نہ کبھی جہاد کیا ہو اور نہ جہاد کا خیال (شوق) اس کے دل میں پیدا ہوُا ہو تو اس کی موت منافقت پر ہوگی۔

مَنْ لَمْ یَغْزُ وَ لَمْ یُجَهِّزْ غَازِیًا اَوْ یَخْلُفْ غَازِیًا فِیْ اَهْلِہٖ بِخَیْرٍ اَصَابَہُ اللّٰہُ بِقَارِعَۃٍ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: جس شخص نے نہ خود جہاد کیا اور نہ کسی مجاہد کو سامانِ جنگ سے امداد دی۔ نہ کسی مجاہد کے بال بچّوں کے ساتھ اُس کی عدم موجودگی میں نیک سلوک کیا تو اللہ تعالےٰ ایسے شخص کو مرنے سے پہلے ہی سخت مصیبت میں گرفتار کرے گا۔

امریکی مالی امداد اور پاکستان

تمام اخبار بین حضرات کی نظروں سے یہ خبر گذر چکی ہو گی کہ امریکہ نے پاکستان کو مالی امداد دینے کا منصوبہ دو ماہ کے لئے ملتوی کر دیا ہے - جس کے باعث امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں قدرے کشیدگی پیدا ہو گئی ہے - دنیا کے بیشتر ممالک کے نزدیک امریکہ کا یہ رویّہ سخت افسوس ناک ہے - کیونکہ اس نے یہ امداد محض سیاسی بنیاد پر اور اس وقت روکی ہے - جبکہ پاکستان اپنے تیسرے پنجسالہ ترقیاتی منصوبے کو عملی شکل دینے کی تیاریوں میں مصروف تھا -

امریکہ نے یہ کارروائی اگرچہ اچانک کی ہے - لیکن بہرحال غیر متوقع نہیں ہے - اس کا ماضی گواہ ہے کہ اس نے یہی سلوک متحدہ عرب جمہوریہ اور انڈونیشیا سے بھی کیا تھا اور وہی طرز عمل پاکستان کے بارے میں اختیار کر رہا ہے - ہمارا یقین ہے کہ جس طرح امریکہ کو صدر ناصر کی مضبوط قیادت کے سامنے جھکنا پڑا اور دوبارہ امداد جاری کرنا پڑی - اسی طرح اسے پاکستان کے سامنے بھی انشاء اللہ العزیز گھٹنے ٹیکنا پڑیں گے مگر شرط یہ ہے کہ پاکستان استقلال، جرأت اور پامردی کا ثبوت دے - ہمیں خوشی ہے کہ پاکستان کے اربابِ اختیار نے اس سلسلے میں مضبوط اور ٹھوس رویّہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور امریکہ کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے - صدر ایوّب خاں نے ٹھیک کہا ہے کہ پاکستان دوست پیدا کرنا چاہتا ہے - آقا پیدا کرنا نہیں چاہتا - اگر امریکہ ہمیں اپنے اشارۂ چشم و ابرو پر چلانا چاہتا ہے تو اس کا یہ خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہو گا - اور ہمیں اپنی ترقیات کے لئے اپنے ہی وسائل پر بھروسہ کرنا ہو گا -

وزیر خارجہ پاکستان نے بھی اس مسئلہ پر نہایت جاندار اور ٹھوس بیانات دیئے ہیں - اور کھل کر یہ بات کہی ہے کہ پاکستان امریکہ پالیسی اور ملک سے کسی دباؤ کے تحت کوئی امداد قبول نہیں کرے گا - پاکستان کی خارجہ پالیسی سوچ سمجھ کر وضع کی گئی ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جائے گی - دوسرے الفاظ میں پاکستان نے واضح طور پر یہ اعلان کر دیا ہے کہ وہ کسی کی خاطر روس اور چین سے اپنے تعلقات خراب کرنے کے لئے تیار نہیں ہے - اور نہ اپنی خارجہ پالیسی میں کسی قسم کا ردّ و بدل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ظاہر ہے کہ پاکستان کا یہ رویّہ امریکہ کو پسند نہیں آ سکتا - کیونکہ اس سے قبل وہ پاکستان کو صرف گھڑے کی مچھلی سمجھتا رہا ہے اور اسے یہ توقع ہی نہیں تھی کہ پاکستان بھی اس زبان میں بول سکتا ہے - لیکن ہم صدر جانسن اور ان کے مشیروں پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر انہوں نے پاکستان کے ساتھ چین کے مسئلہ پر بگاڑ پیدا کیا تو یہ اُن کے حق میں اچھا نہ ہو گا اور اس سے سدھار بھی پیدا نہیں ہو گا بلکہ پاکستانی عوام جو پہلے ہی امریکہ سے بدگمان ہیں اور بھی بدگمان ہو جائیں گے - اور امریکہ سے اس قدر دور ہو جائیں گے کہ پھر کوئی طاقت بھی انہیں امریکہ سے دوستی پر آمادہ نہ کر سکے گی -

لندن ٹائمز نے اپنے اداریہ میں امریکہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ پاکستان سے چین کے تعلقات کو بڑھا چڑھا کر نہ بیان کرے ضروری نہیں کہ پاکستان واشنگٹن کے سیاسی پیمانہ پر پورا اترے - لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان مغربی ممالک سے اچھے تعلقات قائم رکھنا چاہتا ہے - اگر امریکہ نے چین اور پاکستان کے تعلقات کو مبالغہ سے بیان کیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ پورے طور پر سے مغربی ممالک سے کٹ کر چین کی طرف جھک جائے -

ہمیں امید ہے کہ صدر جانسن پاکستان کی اہمیت کو نظرانداز کرنے کا غلط اقدام نہیں کریں گے اور یہ عارضی بحران جلد ختم ہو جائے گا - لیکن اگر انہوں نے اپنی روش نظرثانی نہ کی تو ان کو باور کر لینا چاہیئے کہ پاکستان اپنی سالمیت اور بقاء کی خاطر وہ سب کچھ کر گزرے گا جس کا امریکہ کو وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا -

آخر میں ہم پاکستان کے اربابِ اختیار سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے مضبوط رویہ میں سرمو فرق نہ آنے دیں - مغربی ممالک کے سامنے استقامت کا پہاڑ بن کر ڈٹ جائیں اور اللہ پر بھروسہ کر کے اپنی منزل کی جانب بڑھتے رہیں - اللہ نے چاہا تو کامیابی یقیناً ہمارے قدم چومے گی -

عائلی قوانین اور جمعیتہ علماء اسلام کی قرارداد

مرکزی جمعیتہ علماء اسلام مغربی پاکستان کی مجلس شوریٰ نے سرگودھا میں ۱۰ جولائی ۶۵ء کو متفقہ طور پر ایک قرار داد پاس کی ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ان قوانین کے متعلق بار بار کئے گئے وعدوں کا پاس کرے اور کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف دفعات کو فوراً منسوخ کر دے -

ظاہر ہے یہ مطالبہ نیا نہیں ہے - جب سے یہ قوانین معرض وجود میں آئے ہیں علماء امت اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور تمام مکاتب فکر کے علماء متفقہ طور پر ان قوانین کو خلاف شریعت قرار دے چکے ہیں - خود حکومت بھی تسلیم کر چکی ہے کہ اس میں خلاف شریعت دفعات موجود ہیں اور انہیں حذف کر دینا ضروری ہے - صدر محمد ایوب خاں نے بھی صدارتی انتخاب کے دوران قوم سے ان قوانین کی تنسیخ کا وعدہ کیا تھا لیکن تاحال اس عہد کو پورا نہیں کیا - جنوری ۱۹۶۵ء میں قائد ایوان نے قومی اسمبلی میں اس مضمون کی ایک قرار داد پیش کی کہ عائلی قوانین کی ترمیم کے بارے میں مشاورتی کونسل سے مشورہ لیا جائے اور اس مشورہ کے بعد ترمیم کا بل اسمبلی میں پیش ہو - چنانچہ اس قرار داد کی رو سے مشاورتی

مجلس ذکر

۲۲ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۲ جولائی ۱۹۶۵ء

وسوسے اور برے خیالات کا آنا گناہ نہیں ان پر عمل کرنا گناہ ہے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مد ظلہ العالی

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی دن رات ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور غذائیں کھاتے پیتے ہیں بے حساب انعامات کی ہم پر بارش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحت و تندرستی جیسی عظیم دولت عطا فرمائی ہے ہمیں ہر لمحہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ نعمتوں کی قدر کرنی چاہئے — تکلیف و مصیبت اور پریشانی کے وقت تو اللہ تعالیٰ کو ہر ایک یاد کرتا ہے۔

جس طرح جسمانی امراض ہوتے ہیں۔ اُسی طرح روحانی امراض بھی ہوتے ہیں جو موت کے بعد محسوس ہوتے ہیں اور تکلیف دیتے ہیں۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ لاہور کی آبادی میں تقریباً سارے روحانی اعتبار سے بیمار ہیں۔ کوئی لنگڑا ہے کوئی لولا ہے۔ کوئی بہرہ ہے اور کوئی اندھا۔ غرض ہر ایک میں کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہے۔

اگر کوئی نماز پڑھتا ہے تو اس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہیں۔ اگر کوئی بڑے اخلاق اور محبت سے پیش آتا ہے تو وہ نمازی نہیں۔ اگر کوئی نمازی ہے تو وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ اگر کوئی زکوٰۃ دیتا ہے تو وہ حج ادا نہیں کرتا۔ اگر کوئی حقوق اللہ ٹھیک ادا کرتا ہے تو وہ حقوق العباد میں کمزور ہے۔ کوئی حسد کرتا ہے اور کوئی غیبت میں مبتلا ہے۔ کسی میں عُجب ہے کسی میں جھوٹ بولنے کا مرض ہے۔ اور کسی کو دھوکہ بازی اور فریب دینے کی عادت ہے۔ غرض ہر ایک میں کوئی نہ کوئی مرض ضرور ہے اور حالت یہ ہے کہ دوسروں کی آنکھوں کے تنکے نظر آتے ہیں لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا اپنی بیماری اور کمزوری کا احساس تک نہیں۔ (الا ماشاء اللہ) اسی لئے روحانی امراض سے نجات حاصل کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو غفلت دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین!)

حدیث میں ہے کہ

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔

"بیشک اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔"

اگر کسی عمل کے کرتے وقت آپ کی نیت اچھی ہوگی اور خلوص ہوگا تو عمل اگر بظاہر بد بھی ہو تو اس کا اجر و ثواب ملے گا۔ مثلاً کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانا گناہ ہے۔ لیکن اگر ڈاکٹر مریض کی صحت یابی اور اس کے فائدے کے لئے اُس کی ٹانگ کا اپریشن کر کے اُسے تکلیف پہنچاتا ہے تو بظاہر یہ عمل بد ہے کہ ایک مسلمان کو تکلیف پہنچ رہی ہے لیکن چونکہ ڈاکٹر کی نیت بخیر ہے اس لئے اس کو اجر ملے گا

اسی طرح اگر نماز پڑھنے کے وقت نیت یہ ہو کہ لوگ مجھے نیک سمجھیں۔ صدقات و خیرات اور جلسوں میں چندہ دیتے وقت یہ نیت ہو کہ لوگ مجھے سخی کہیں۔ تو عمل بظاہر نیک ہے۔ لیکن نیت چونکہ خراب ہے لوگوں کی واہ واہ مقصود ہے، اللہ کی خوشنودی نہیں اس لئے یہ عمل مردود ہے۔

بعض دفعہ انسان کے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کسی بُرے کام کرنے کا یا چوری کرنے کا یا کسی کی غیبت کر کے اُسے بدنام کرنے کا۔ لیکن عمل سے اُس خیال کی تصدیق نہیں ہوتی۔ تو ایسے وسوسے اور خیال پر کوئی پکڑ نہیں۔ عمل پر پکڑ ہے بُرے وسوسے اور خیال پر پکڑ نہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابنِ آدم پر شیطان کا بھی ایک اثر ہے اور فرشتے کا بھی ایک اثر ہے۔ شیطان کا وسوسہ تو یہ ہے کہ انسان کو شر کے لئے آمادہ کرے اور حق کو جھٹلانے کی ترغیب دے اور فرشتے کا الہام یہ ہے کہ ابن آدم کو خیر کے لئے آمادہ کرے اور حق بات کی تصدیق کے لئے ترغیب دے۔ پس جو شخص اپنے قلب میں اس قسم کی ترغیب اور آمادگی محسوس کرے تو خدا کا شکر کرے اور یہ سمجھے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر بدقسمتی سے دوسری بات ہے تو اللہ تعالیٰ کی شیطان رجیم سے پناہ مانگے۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ انسان کے دل میں شیطان اور فرشتے دونوں اثر کرتے ہیں اور دونوں کے اثر مختلف ہوتے ہیں۔ اگر خیر کا خیال پیدا ہو اور توحید و رسالت کی تصدیق دل میں کرے تو شکر بجا لائے ورنہ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہے۔

حضرت ابوہریرہؓ نے ایک روایت میں بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان تم میں سے ایک شخص کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا، فلاں کو کس نے پیدا کیا۔ یہاں تک کہ آخر میں وہ کہتا ہے کہ تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا تو جب وسوسہ اس حد تک پہنچ جائے تو خدا سے پناہ مانگنی چاہئے اور اس خیال کو ترک کر دینا چاہئے۔ (بخاری و مسلم)

ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ شیطان انسان کے جسم میں اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خون سارے جسم میں گردش کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے صحابہ کرامؓ نے سوال کیا۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے۔ لیکن وہ تابع اور فرمانبردار بنا دیا گیا۔ اس لئے فرمایا گیا ہے۔ کہ خوب کثرت سے ذکر اللہ کرو۔ تاکہ دل پر اللہ کے نام کا پہرہ بیٹھ جائے اور شیطان مردود کے اثر سے انسان بچ جائے۔ قلبی، روحی، سری، اخفا

(باقی صفحہ [illegible])

خطبۂ جمعہ

۲۳- ربیع الاول ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۳- جولائی ۱۹۶۵ء

دنیا کی بے ثباتی

تقاضا کرتی ہے کہ انسان فکرِ آخرت میں مصروف رہے

از حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوٓا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ۙ وَّأَنَّ اللّٰهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ○

پ ۲ - سورہ بقرہ - آیت ۱۶۵

ترجمہ :- اور کاش دیکھتے وہ لوگ جو ظالم ہیں - جب عذاب دیکھیں گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ۔

حاشیہ شیخ التفسیر قدس سرہ العزیز

ذرائع معاش میں دست اندازی کرنے کے بعد رُکاوٹوں کا پیدا ہونا لازمی ہے اس وقت انسان شیطان کے مشورہ سے بعض اوقات غیر اللہ کے دروازے پر جا کر حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے اور حق عبودیت کے پھول اُن ہی کی بارگاہ میں بطور نذرانہ پیش کرتا ہے لیکن ایمان والے سوائے دروازۂ الٰہی کے نہ کہیں جاتے ہیں نہ حقیقی مولا کے سوا کسی سے لَو لگاتے ہیں - ایک وقت آئے گا کہ مشرکین کو معلوم ہو جائے گا کہ ساری قوت محض اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے - اگر انہیں آج اس چیز کا یقین ہوتا تو غیر اللہ کے دروازے پر کیوں جاتے ؟

بزرگانِ محترم !

آیت مذکورہ بالا میں حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا ہے کہ کاش ! یہ منکرینِ حق اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے اُس عذاب کو دیکھ لیتے جو ہم قیامت کے دن اُن پر نازل کریں گے - جسے دیکھ کر یہ فوراً کہہ اٹھیں گے کہ ہر قسم کی قوت و طاقت عظمت و قدرت اور اختیار و اقتدار صرف اللہ کے لئے ہے - کسی کو اس کے آگے دم مارنے کی مجال نہیں - اُس کے سوا کوئی دوسری ہستی کسی کی مدد نہیں کر سکتی اور ہر چیز اُس کے آگے عاجز ہے - اُس روز نہ کسی کا مال و اسباب کچھ اس کے کام آئے گا اور نہ عزیز و اقربار یا کوئی دوسرا اُس کے کام آ سکے گا - وہاں صرف نفسی نفسی کا شور ہوگا - عزیز سے عزیز رشتہ دار اور جاں نثار بھی ایک دوسرے سے کنّی کترائینگے تاکہ اُن کا وبال اوپر نہ آ پڑے - چنانچہ اُس روز یہ مشرک لوگ اپنے ان باطل معبودوں اور جھوٹے شریکوں کو بھول جائینگے اور الامان الامان پکاریں گے -

برادرانِ محترم !

یاد رکھیئے - دنیاوی زندگی میں انسان پر طرح طرح کی مصیبتیں اور آزمائشیں نازل ہوتی ہیں - اسے اپنی عقل سے کام لے کر یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں - اُن سے سبق حاصل کر کے اللہ تعالےٰ کے آگے جھک جانا چاہیئے اور ہر گھڑی آخرت کی فکر کرنی چاہیئے - اگر اس دنیا میں آخرت کی فکر نہ کی تو وہاں جا کر رسوائی اور دردناک عذاب سے دو چار ہونا پڑے گا - اور وہاں کا عذاب ایسا عذاب ہوگا کہ جس کے تصوّر سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - اور آدمی کانپ اٹھتا ہے - خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اس بارے میں ملاحظہ فرمائیے :-

حدیث نبویؐ کی شہادت

بخاری شریف میں آتا ہے :-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا ۔

ترجمہ : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر (اللہ کے قہر و جلال اور قیامت و آخرت کے لرزہ خیز احوال و کیفیات کے متعلق) تمہیں وہ سب معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تمہارا ہنسنا بہت کم ہو جائے اور رونا بڑھ جائے ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگر لوگوں کو موت کے بعد پیش آنے والے واقعات و حالات کا علم ہو جائے تو اُن کی راتوں کی نیندیں اور دن کے سکھ اور چین حرام ہو جائیں - زندگی میں خوشیوں اور مسرتوں کی جگہ حزن و ملال کا دَور دَورہ ہو جائے - مسکراہٹیں اور قہقہے آہ و بکا میں تبدیل ہو جائیں اور آرام و راحت کی جگہ فکرِ آخرت کی تڑپ دلوں میں جاگزین ہو جائے -

دنیا کی بے ثباتی اور قانونِ جزا و سزا

ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا اور دنیا کی ہر شے فانی ہے - انسان کا قیام اس میں صرف چند روزہ اور عارضی ہے - آدمی کا خمیر مٹی سے اٹھایا گیا اور آخرکار اسے مٹی ہی میں چلے جانا ہے - پھر مکافاتِ عمل کے قانون کے مطابق اسے یوم حساب کی گھاٹی سے گذرنا اور جزا و سزا کے مرحلہ سے بہرحال دو چار ہونا ہے - لیکن اس کے باوجود انسان نہ جانے کیوں خوابِ خرگوش میں مست اور فکرِ آخرت سے بیگانہ ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ خدا و آخرت سے بے تعلقی و بے فکری کا یہ حال صرف عام لوگوں ہی کا نہیں بلکہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو دیندار سمجھتے ہیں اُن کا حال بھی اس سے مختلف نہیں - وہ بھی زندگی کی ہمہ ہمی میں مست اور موت سے یکسر غافل ہیں - حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ دنیا کی بے ثباتی اور جزا و سزا کے قانون کے پیشِ نظر وہ نیک عمل کرتے ، موت کو

یاد رکھتے اور فکرِ آخرت میں مشغول رہتے۔

عقلمند اور دور اندیش کون ہے؟

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا" اے اللہ کے پیغمبر! بتلائیے کہ آدمیوں میں کون زیادہ عقلمند اور دور اندیش ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا" وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا اور موت کے لئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے۔ جو لوگ ایسے ہیں وہی دانش مند اور ہوشیار ہیں۔ انہوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز بھی"

مومن کی زندگی کی شان

بزرگانِ محترم!

مومن کی زندگی کی خاص شان یہ ہے کہ وہ اس دنیا سے بس مسافر اور سرائے کا سا تعلق رکھے۔ باقی فکر و عمل اور جد و جہد کا اصل تعلق خدا و آخرت سے قائم رکھے۔ ظاہر ہے کہ کوئی عقلمند شخص اپنی کمائی سرائے کی تزئین پر صرف نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ سرائے میں قیام کی مدت چند روزہ ہے۔ اُس کا جی گھر کی طرف لوٹنے کو چاہے گا اور وہ ساری کمائی گھر کی آرائش و تزئین پر خرچ کرنے میں خوشی محسوس کرے گا چونکہ اُسے وہاں رہنا ہے۔ یہی حال مقبولانِ بارگاہِ الٰہی اور عقلاء کا ہے۔ کہ وہ دنیا سے کبھی دل نہیں لگاتے۔ وہ فانی سے رشتہ نہیں جوڑتے بلکہ لافانی کی محبت میں فنا ہو کر جاودانی زندگی کی نعمتوں سے متمتع ہوتے ہیں۔

حدیث میں جو فرمایا گیا ہے کہ "الدنیا سجن المومن" دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے۔ تو اس کا بھی مطلب یہی ہے کہ جس طرح جیل خانہ میں خواہ کیسا ہی عیش کسی شخص کو میسر آ جائے اُس کا جی جیلخانہ میں کبھی نہیں لگتا۔ تو مسلمان کی بھی شان یہ ہے کہ دنیا میں اس کا جی نہ لگے اگرچہ بظاہر اس میں عیش و آرام کی دنیا ہی آباد کیوں نہ ہو۔

یاد رکھئے! جی لگنے کی اصل جگہ گھر ہے۔ اور دنیا گھر نہیں ہے۔ پھر جب دنیا میں جی نہ لگے گا تو حرص و ہوس کیونکر دل میں راہ پا سکے گی اور کیوں دنیا کے ولولے طبیعت میں پیدا ہوں گے اب اس کی فکر کا دھارا بدل جائے گا اور وہ یوں سوچے گا کہ دنیا تو پردیس ہے منزل تو درحقیقت منزلِ آخرت ہے۔ چنانچہ سامان اُسی کے لئے فراہم کرنا چاہئے زادِ راہ اُسی کے لئے جمع کرنا چاہئے اور اثاثہ بھی اُسی کے لئے اکٹھا کرنا چاہئے۔ اور یہی مومن کی شان ہے۔

اپنے دلوں اور دماغوں کو ٹٹولئے

برادرانِ گرامی قدر!

ان تصریحات کو سامنے رکھئے۔ اور ذرا اپنے دماغوں اور دلوں کو ٹٹول کر یہ فیصلہ کیجئے کہ دنیا میں قیام کی بابت آپ لوگ کیا کیا خیال پکاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں آپ کا زاویۂ فکر کیا ہے اور آپ کس ڈگر پر چل رہے ہیں؟

ظاہر ہے ان سوالات کے جواب میں بلا خوفِ تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ دنیا دار تو الگ رہے ۹۹ فیصد دین دار حضرات بھی دنیا میں اس حد تک محو ہو چکے ہیں کہ فکرِ آخرت کا انہیں خیال ہی نہیں رہا ـــ رہا دوسرے لوگوں کا معاملہ، تو اُن کا حال یہ ہے کہ جیسے موت کا یقین ہی اُن کے دلوں سے اُٹھ گیا ہے۔ اُن کے نزدیک موت بے معنی سی شے ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہ اتنی بڑی حقیقت ہے کہ اسے کوئی شخص بھی جھٹلانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور یہ سب سے اپنا آپ منوا کر رہتی ہے۔

روزمرہ کی زندگی

پر آپ نظر دوڑائیں تو صاف نظر آئیگا کہ ایسے سینکڑوں دریچے کھلے ہوئے ہیں جن سے موت جھانک رہی ہے۔ ان دریچوں کے کواڑوں کی آوازیں موت کی دھمکیاں ہیں جو مختلف بیماریوں، حادثوں اور آفتوں کی شکل میں سامنے آتی رہتی ہیں لیکن افسوس حرص و آز اور دنیا طلبی کی چربی آنکھوں اور کانوں پر اس طرح چڑھ گئی ہے کہ نہ کان ان کواڑوں کی آوازیں سن سکتے ہیں اور نہ آنکھیں اُن دریچوں سے جھانکنے والی صورتوں کو دیکھ سکتی ہیں۔ طبی کتابوں کا مطالعہ کیجئے تو ان میں امراض کی تفصیل ریت کے ذرّوں کی طرح پھیلی ہوئی دکھائی دے گی جن میں آدمی گرفتار ہوتا رہتا ہے۔ گویا انسانی ڈھانچے میں ہزاروں سوراخ ہیں۔ جن کی راہ سے موت اس کے اندر داخل ہو سکتی ہے۔

پس

اے برادرانِ عزیز!

زندگی کی اس قدر بے ثباتی تقاضا کرتی ہے کہ انسان اپنی موت کا نقشہ سامنے رکھے اور فکرِ آخرت میں ہمہ تن مصروف رہے ـــ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی یاد اور فکرِ آخرت کی بیش از بیش توفیق نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!

ضروری گذارش

خریداران حضرات خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔ (مینیجر)

مرسلہ:- ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال شاندار کارنامے

آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے عرب کی حالت

ایک ہزار چار سو برس پیچھے پلٹ کر دیکھو۔ دنیا میں نہ تار برقی تھی نہ ٹیلی فون تھے، نہ ریل تھی نہ چھاپے خانے تھے، نہ اخبار اور رسالے شائع ہوتے تھے نہ کتابیں چھپتی تھیں نہ سفر اور سیاحت کی وہ آسانیاں تھیں جو آج کل پائی جاتی ہیں۔ ایک ملک سے دوسرے ملک تک جانے میں مہینوں کی مسافت طے کرنی پڑتی تھی۔ ان حالات میں دنیا کے درمیان عرب کا ملک سب سے الگ تھلگ پڑا ہوا تھا۔ اس کے اِردگرد ایران، روم اور مصر کے ملک تھے جن میں کچھ علوم و فنون کا چرچا تھا مگر ریت کے بڑے بڑے سمندروں نے عرب کو ان سب سے جدا کر رکھا تھا۔ عرب سوداگر اونٹوں پر مہینوں کی راہ طے کرکے ان ملکوں میں تجارت کے لئے جاتے تھے مگر یہ تعلق صرف مال کی خرید و فروخت کی حد تک تھا۔ خود عرب میں کوئی اعلیٰ درجہ کا تمدن نہ تھا۔ نہ کوئی مدرسہ تھا نہ کوئی کتب خانہ تھا نہ لوگوں میں تعلیم کا چرچا تھا۔ تمام ملک میں گنتی کے چند لوگ تھے جن کو کچھ لکھنا پڑھنا آتا تھا مگر وہ بھی اتنا نہیں کہ اس زمانہ کے علوم و فنون سے آشنا ہوتے۔ وہاں کوئی باقاعدہ حکومت بھی نہ تھی، کوئی قانون بھی نہ تھا ہر قبیلہ اپنی جگہ مختار تھا۔ آزادی کے ساتھ لوٹ مار ہوتی تھی۔ آئے دن خونریز لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں، آدمی کی جان کوئی قیمت ہی نہیں رکھتی تھی۔ جس کا جس پر بس چلتا اُسے مار ڈالتا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیتا۔ اخلاق اور تہذیب کی اُن کو ہوا تک نہ لگی تھی۔ بدکاری اور شراب خوری اور جوئے بازی کا بازار گرم تھا۔ لوگ ایک دوسرے کے سامنے بے تکلف برہنہ ہو جاتے تھے۔ عورتیں تک خانہ کعبہ میں ننگی ہو کر طواف کرتی تھیں، حرام و حلال کی کوئی تمیز نہ تھی، عربوں کی آزادی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی قاعدے کسی قانون، کسی ضابطہ کسی پابندی کے لئے تیار نہ تھا نہ کسی حاکم کی اطاعت قبول کر سکتا تھا۔ اس پر جہالت کی یہ کیفیت کہ ساری قوم پتھر کے بُتوں کو پوجتی تھی۔ راستہ چلتے میں کوئی اچھا سا چکنا پتھر مل جاتا تو اُسی کو سامنے رکھ کر پرستش کر لیتے تھے یعنی جو گردنیں کسی کے سامنے نہ جھکتی تھیں وہ پتھروں کے سامنے جُھک جاتی تھیں اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ پتھر ان کی حاجت روائی کریں گے۔

ظہور قدسی کی صفات

ایسی قوم اور ایسے حالات میں ایک شخص پیدا ہوتا ہے۔ بچپن ہی میں ماں باپ اور دادا کا سایہ سر سے اُٹھ جاتا ہے اس لئے اس گئی گذری حالت میں جو تربیت مل سکتی تھی وہ بھی اس کو نہیں ملتی، ہوش سنبھالتا ہے تو عرب لڑکوں کے ساتھ بکریاں چرانے لگتا ہے، جوان ہوتا ہے تو سوداگری لگ جاتا ہے۔ اٹھنا، بیٹھنا، ملنا، جلنا سب انہی عربوں کے ساتھ ہے۔ جن کی حالت تم نے اوپر پڑھی ہے۔ تعلیم کا نام تک نہیں حتیٰ کہ پڑھنا بھی نہیں آتا مگر اس کے باوجود اُس کی عادتیں، اُس کے اخلاق، اُس کے خیالات سب سے جدا ہیں۔ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا، کسی سے بدکلامی نہیں کرتا۔ اُس کی زبان میں سختی کی بجائے شیرینی ہے اور وہ بھی ایسی کہ لوگ اُس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ کسی کا ایک پیسہ بھی ناجائز طریقہ سے نہیں لیتا۔ اُس کی ایمانداری کا یہ حال ہے کہ لوگ اپنے قیمتی مال اُس کے پاس حفاظت کے لئے رکھوانے ہیں اور وہ ہر ایک کے مال کی حفاظت اپنی جان کی طرح کرتا ہے۔ ساری قوم اس کی دیانت پر بھروسہ کرتی ہے اور اُسے **امین** کے نام سے پکارتی ہے اُس کی شرم و حیا کا یہ حال ہے کہ ہوش سنبھالنے کے بعد کسی نے اس کو برہنہ نہیں دیکھا اُس کی شائستگی کا یہ حال ہے کہ بدتمیز اور گندے لوگوں میں پلنے اور رہنے کے باوجود ہر بدتمیزی اور ہر گندگی سے نفرت کرتا ہے اور اس کے ہر کام میں صفائی اور ستھرائی پائی جاتی ہے۔ اُس کے خیالات اتنے پاکیزہ ہیں کہ اپنی قوم کو لُوٹ مار اور خونریزی کرتے دیکھ کر اُس کا دل دُکھتا ہے اور وہ لڑائیوں کی صلح و صفائی کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ دل کا ایسا نرم ہے کہ ہر ایک کے دُکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔ یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرتا ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے، مسافروں کی میزبانی کرتا ہے کسی کو اُس سے دُکھ نہیں پہنچتا اور وہ خود دوسروں کی خاطر دُکھ اٹھاتا ہے۔ پھر عقل ایسی صحیح ہے کہ بُت پرستوں کی اس قوم میں رہ کر بھی وہ بتوں سے نفرت کرتا ہے کبھی کسی مخلوق کے آگے سر نہیں جھکاتا۔ اس کے اندر سے خود بخود آواز آتی ہے کہ زمین و آسمان میں جتنی چیزیں نظر آتی ہیں ان میں سے کوئی پوجنے کے لائق نہیں۔ اس کا دل آپ سے آپ کہتا ہے کہ خدا تو ایک ہی ہو سکتا ہے اور ایک ہی ہے اس جاہل قوم میں یہ شخص ایسا ممتاز نظر آتا ہے۔ گویا پتھروں کے ڈھیر میں ایک ہیرا چمک رہا ہے یا گھٹاٹوپ اندھیرے میں ایک شمع روشن ہے۔

چالیس برس کے قریب اس طرح پاک صاف اور اعلیٰ درجہ کی شریفانہ زندگی بسر کرنے کے بعد یہ شخص اس تاریکی سے، جو اُس کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی، گھبرا اٹھتا ہے۔ جہالت، بداخلاقی، بدکرداری، بدنظمی اور شرک و بت پرستی کا یہ ہولناک سمندر جو اس کو گھیرے ہوئے تھا اُس سے وہ نکل جانا چاہتا ہے۔ کیونکہ یہاں کوئی چیز بھی اُس کی طبیعت کے مناسب نہیں۔ آخر وہ آبادی سے دُور ایک پہاڑ کے غار میں جا جا کر تنہائی اور سکون کے عالم میں کئی کئی دن گذارنے لگتا ہے۔ فاقے کر کر کے اپنی روح اور اپنے دل و دماغ کو

اور زیادہ پاک صاف کرتا ہے۔ سوچتا ہے ہے، غور و فکر کرتا ہے اور کوئی روشنی ڈھونڈتا ہے۔ جس سے وہ اس چاروں طرف پھیلی ہوئی تاریکی کو دُور کر دے۔ ایسی طاقتور چیز حاصل کرنا چاہتا ہے جس سے وہ اس بگڑی ہوئی دنیا کو توڑ پھوڑ کر پھر سے سنوار دے۔

آپ کی تعلیمات

یکایک اس کی حالت میں ایک عظیم الشان تغیر رونما ہوتا ہے ایک دم سے اس کے دل میں وہ روشنی آ جاتی ہے جس کو اس کی فطرت مانگ رہی تھی۔ اچانک اُس کے اندر وہ طاقت بھر جاتی ہے جس کا ظہور اُس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ وہ غار کی تنہائی سے نکلتا ہے اپنی قوم کے پاس آتا ہے اُس سے کہتا ہے کہ بُت کسی کام کے نہیں انہیں چھوڑ دو۔ یہ زمین، یہ چاند، یہ سورج، یہ ستارے یہ زمین و آسمان کی ساری قوتیں ایک خدا کی مخلوق ہیں۔ وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے وہی رزق دینے والا، مارنے اور جلانے والا ہے سب کو چھوڑ کر اُسی کو پوجو، سب کو چھوڑ کر اُسی سے اپنی حاجتیں طلب کرو۔ یہ چوری، یہ لوٹ مار، یہ شراب خوری یہ جوا، یہ بدکاریاں جو تم کرتے ہو سب گناہ ہیں انہیں چھوڑ دو۔ خدا انہیں پسند نہیں کرتا۔ سچ بولو، انصاف کرو، نہ کسی کی جان لو، نہ کسی کا مال چھینو۔ جو کچھ لو حق کے ساتھ لو۔ جو کچھ دو حق کے ساتھ دو۔ تم سب انسان ہو اور انسان سب برابر ہیں۔ بزرگی اور شرافت انسان کی نسل اور نسب میں نہیں، رنگ و روپ اور مال و دولت میں نہیں۔ خدا پرستی، نیکی اور پاکیزگی میں ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اور نیک و پاک ہے وہی اعلیٰ درجہ کا انسان ہے اور جو ایسا نہیں وہ کچھ بھی نہیں۔ مرنے کے بعد سب کو اپنے خدا کے پاس حاضر ہونا ہے۔ اس عادلِ حقیقی کے ہاں نہ کوئی سفارش کام آئے گی نہ رشوت چلے گی، نہ کسی کا نسب پوچھا جائے گا۔ وہاں صرف ایمان اور نیک عمل کی پوچھ ہوگی۔ جس کے پاس یہ سامان ہوگا وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس کے پاس ان میں سے کچھ نہ ہوگا وہ نامراد دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

قوم کی آپ سے بدسلوکی

جاہل قوم نے اس نیک انسان کو محض اس قصور میں ستانا شروع کیا کہ وہ ایسی باتوں کو بُرا کیوں کہتا ہے جو باپ دادا کے وقتوں سے ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ اور ان باتوں کی تعلیم کیوں دیتا ہے جو بزرگوں کے طریقے کے خلاف ہیں۔ اسی قصور پر انہوں نے اُسے گالیاں دیں، پتھر مارے، اُس کے لئے چلنا مشکل کر دیا۔ اُس کے قتل کی سازشیں کیں۔ ایک دن دو دن نہیں، اکٹھے تیرہ برس تک سخت سے سخت ظلم توڑے یہاں تک کہ اُسے وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اور پھر وطن سے نکال کر بھی دم نہ لیا۔ جہاں اس نے پناہ لی تھی وہاں بھی کئی برس اس کو پریشان کرتے رہے۔

یہ سب تکلیفیں اس نیک انسان نے کس لئے اٹھائیں صرف اس لئے کہ وہ اپنی قوم کو حق کا سیدھا راستہ بتانا چاہتا تھا۔ اس کی قوم اُسے بادشاہی دینے کے لئے تیار تھی۔ دولت کے ڈھیر اس کے قدموں میں ڈالنے پر آمادہ تھی بشرطیکہ وہ اپنی تعلیم سے باز آ جائے۔ مگر اس نے سب چیزوں کو ٹھکرا دیا۔ اور اپنی بات پر قائم رہا۔ کیا اس سے بڑھ کر نیک دلی اور صداقت تمہارے خیال میں آ سکتی ہے؟ کہ کوئی شخص اپنے کسی فائدے کی خاطر نہیں محض دوسروں کے بھلے کی خاطر تکلیفیں اٹھائے۔ وہی لوگ جن کے فائدے کے لئے وہ کوشش کر رہا ہے اس کو پتھر مارتے ہیں اور وہ ان کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔ انسان تو کیا، فرشتے بھی اُس کی نیکی پر قربان جائیں۔

اعجازِ قرآن

پھر دیکھو جب یہ شخص اپنے غار سے یہ تعلیم لے کر نکلا تو اس میں کتنا بڑا انقلاب ہو گیا تھا اب جو کلام وہ سنا رہا تھا وہ ایسا فصیح و بلیغ تھا کہ کسی نے نہ اس سے پہلے ایسا کلام کہا نہ اُس کے بعد کوئی کہہ سکا۔ عرب والوں کو اپنی شاعری، اپنی خطابت، اپنی فصاحت پر بڑا ناز تھا۔ اس نے عربوں سے کہا کہ تم ایک ہی سورۃ اس کلام کے مانند بنا لاؤ۔ مگر سب کی گردنیں عاجزی سے جھک گئیں۔ حد یہ ہے کہ خود اس شخص کی عام بول چال اور تقریر کی زبان بھی اتنی اعلیٰ درجہ کی نہ تھی جتنی اُس خاص کلام کی تھی۔ چنانچہ آج بھی جب ہم اس کی دوسری تقریروں کا مقابلہ اس کلام سے کرتے ہیں تو دونوں میں نمایاں فرق محسوس ہوتا ہے۔

اس اُمّی صحرانشین انسان نے حکمت اور دانائی کی ایسی باتیں کہنی شروع کیں کہ نہ اس سے پہلے کسی انسان نے کہی تھیں اور نہ اس کے بعد آج تک کوئی کہہ سکا۔ نہ چالیس برس کی عمر سے پہلے خود اس کی زبان سے وہ کبھی سنی گئی تھیں۔

دنیا کا بہترین مقنن

اس اُمّی نے اخلاق، معاشرت، معیشت، سیاست اور انسانی زندگی کے تمام معاملات کے متعلق ایسے قانون بنائے کہ بڑے بڑے عالم اور عاقل برسوں کے غور و خوض اور ساری عمر کے تجربات کے بعد مشکل ان کی حکمتوں کو سمجھ سکتے ہیں اور دنیا کے تجربات جتنے بڑھتے جاتے ہیں، ان کی حکمتیں اور زیادہ کھلتی جاتی ہیں۔ چودہ سو برس کے قریب گذر چکے ہیں مگر آج بھی اس کے بنائے ہوئے قانون میں کسی ترمیم کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ دنیا کے قانون ہزاروں مرتبہ بنے اور بگڑے۔ ہر آزمائش میں ناکام ہوئے اور ہر بار ان میں ترمیم کرنی پڑی۔ مگر اس صحرانشین اُمّی نے تن تنہا بغیر کسی دوسرے انسان کی مدد کے جو قانون بنا دئے اُن کی کوئی ایک دفعہ بھی ایسی نہیں جو اپنی جگہ سے ہٹائی جا سکتی ہو۔

آنحضرتؐ کی تعلیمات کے تاثرات

اس نے ۲۳ برس کی مدت میں اپنے اخلاق، اپنی نیکی و شرافت اور اپنی اعلیٰ تعلیم کے زور سے اپنے دشمنوں کو دوست بنایا۔ اپنے مخالفوں کو موافق بنایا۔ بڑی بڑی طاقتیں اس کے مقابلہ میں اٹھیں اور آخر کار شکست کھا کر اُس کے قدموں میں آ رہیں۔ اُس نے جب فتح پائی تو کسی دشمن سے بدلہ نہ لیا۔ کسی پر سختی نہ کی۔ جنہوں نے اُس کے حقیقی چچا کو قتل کر ڈالا تھا اُس کا کلیجہ نکال کر چبا گئے تھے اُن کو بھی فتح پا کر اُس نے معاف کر دیا۔ جنہوں نے اُس کو پتھر مارے تھے اُس کو وطن سے نکالا تھا اُس نے اُن کو بھی فتح پا کر بخش دیا۔ اُس نے کبھی کسی سے دغا نہ کی۔ عہد کر کے کبھی نہ توڑا۔ جنگ میں

بھی کسی پر زیادتی نہ کی۔ اس کے سخت سے سخت دشمن بھی کبھی اس پر کسی گناہ یا ظلم کا الزام نہ رکھ سکے۔ یہی نیکی تھی جس نے بالآخر تمام عرب کا دل موہ لیا، پھر اس نے اپنی تعلیم و ہدایت سے انہی عربوں کو جن کا حال تم اوپر پڑھ چکے ہو وحشت اور جہالت سے نکال کر اعلیٰ درجہ کی مہذّب قوم بنا دیا۔ جو عرب کسی قانون کی پابندی پر تیار نہ تھے اُن کو اس نے ایسا پابندِ قانون بنا دیا کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی قوم ایسی پابندِ قانون نظر نہیں آتی۔ جو عرب کسی کی اطاعت پر آمادہ نہ تھے اس نے ان کو ایک عظیم الشان سلطنت کا تابع بنا دیا۔ جن لوگوں کو اخلاق کی ہوا تک نہ لگی تھی اُن کے اخلاق ایسے پاکیزہ بنا دئے کہ آج اُن کے حالات پڑھ کر دنیا دنگ رہ جاتی ہے۔ جو عرب اُس وقت دنیا کی قوموں میں سب سے زیادہ پست تھے وہ اس تنہا انسان کے اثر سے ۲۳ برس کے اندر یکایک ایسے زبردست ہوگئے کہ انہوں نے ایران، روم اور مصر کی عظیم الشان سلطنتوں کے تختے اُلٹ دئے۔ دنیا کو تمدن و تہذیب، اخلاق اور انسانیت کا سبق دیا۔ اور اسلام کی ایک تعلیم اور ایک شریعت کو لے کر ایشیا، افریقہ اور یورپ کے دور دراز ملکوں تک پھیلتے چلے گئے۔

یہ تو وہ اثرات ہیں جو عرب قوم پر ہوئے۔ اس سے زیادہ حیرت انگیز اثرات اس اُمّی کی تعلیم سے تمام دنیا پر ہوئے۔ اس نے ساری دنیا کے خیالات، عادات اور قوانین میں انقلاب پیدا کر دیا۔ ان کو چھوڑو جنہوں نے اس کو اپنا رہنما ہی مان لیا ہے مگر حیرت یہ ہے کہ جنہوں نے اس کی پیروی سے انکار کیا جو اُس کے مخالف ہیں اُس کے دشمن ہیں وہ بھی اس کے اثرات سے نہ بچ سکے۔ دنیا توحید کا سبق بھول گئی تھی اُس نے یہ سبق پھر سے یاد دلایا اور اتنے زور کے ساتھ اس کا صُور پھونکا کہ آج بُت پرستوں اور مشرکوں کے مذہب بھی توحید کا دعویٰ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اُس نے اخلاق کی ایسی زبردست تعلیم دی کہ اُس کے بنائے ہوئے اصول تمام دنیا کے اخلاقیات میں پھیل گئے اور پھیلتے چلے جا رہے ہیں۔ اُس نے قانون اور سیاست اور تہذیب و معاشرت کے جو اصول بنائے وہ ایسے پکّے اور سچّے اصول تھے کہ مخالفوں نے بھی چپکے چپکے ان کی خوشہ چینی شروع کر دی اور آج تک کئے جا رہے ہیں۔

جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے۔ یہ شخص ایک جاہل قوم اور ایک نہایت تاریک ملک میں پیدا ہوا تھا۔ چالیس برس کی عمر تک گلّہ بانی اور سوداگری کے سوا اس نے کوئی کام نہ کیا تھا کسی قسم کی تعلیم و تربیت بھی اس نے نہ پائی تھی۔ مگر غور کرو۔ چالیس برس کی عمر کو پہنچنے کے بعد کہاں سے اس کے اندر یکایک اتنے کمالات جمع ہو گئے؟ کہاں سے اس کے پاس اتنا علم آ گیا؟ کہاں سے اس میں یہ طاقت پیدا ہو گئی؟ ایک اکیلا انسان ہے اور ایک ہی وقت میں بے نظیر سپہ سالار بھی ہے، ایک اعلیٰ درجہ کا جج بھی ہے، ایک زبردست مقنّن بھی ہے، ایک بےمثل فلاسفر بھی ہے، ایک لاجواب مُصلحِ اخلاق و تمدن بھی ہے۔ ایک حیرت انگیز ماہر سیاست بھی ہے۔ پھر اتنی مصروفیتوں کے باوجود وہ راتوں کو گھنٹوں اپنے خدا کی عبادت بھی کرتا ہے۔ غریبوں اور مصیبت زدوں کی خدمت بھی کرتا ہے۔ ایک بڑے ملک کی بادشاہی مل جانے پر بھی وہ ایک فقیر کی سی زندگی بسر کرتا ہے بوریے پر سوتا ہے، موٹا جھوٹا پہنتا ہے۔ غریبوں کی سی غذا کھاتا ہے بلکہ کبھی کبھی فاقہ کی نوبت بھی آ جاتی ہے۔

آنحضرتؐ اپنے کمالات پر فخر نہیں کرتے

یہ حیرت انگیز کمالات دکھا کر اگر وہ کہتا کہ میں انسان سے بالاتر ہستی ہوں تب بھی کوئی اس کے دعوے کی تردید نہ کر سکتا تھا مگر جانتے ہو کہ اس نے کیا کہا؟ اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ سب میرے اپنے کمالات ہیں۔ اس نے ہمیشہ یہی کہا کہ میرے پاس کچھ بھی اپنا نہیں، سب کچھ خدا کا ہے اور خدا کی طرف سے ہے۔ میں نے جو کلام پیش کیا ہے جس نظیر لانے سے سب انسان عاجز ہیں۔ یہ میرا کلام نہیں ہے۔ نہ میرے دماغ کی قابلیت کا نتیجہ ہے یہ خدا کا کلام ہے اور اس کی ساری تعریف خدا کے لئے ہے۔ میرے جتنے کام ہیں یہ بھی میری قابلیت سے نہیں ہیں محض خدا کی ہدایت سے ہیں۔ ادھر سے جو کچھ اشارہ ہوتا ہے وہی کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔

آپ بتائیں کہ ایسے سچّے انسان کو خدا کا پیغمبر کیسے نہ مانا جائے۔ اس کے کمالات ایسے ہیں کہ تمام دنیا میں ابتدا سے لے کر آج تک ایک انسان بھی اُس کے مانند نہیں ملتا۔ مگر اس کی سچائی ایسی ہے کہ وہ ان کمالات پر فخر نہیں کرتا۔ ان کی تعریف خود حاصل کرنا نہیں چاہتا بلکہ جس نے یہ سب کچھ دیا ہے صاف صاف اُسی کا حوالہ دیتا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم اس کی تصدیق نہ کریں؟

دیکھو یہ ہیں ہمارے سرکار تمام جہان کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیغمبری کی دلیل خود ان کی سچائی ہے۔ ان کے عظیم الشان کارنامے، ان کے اخلاق، ان کی پاک زندگی کے واقعات سب تاریخوں سے ثابت ہیں۔ جو شخص صاف دل سے حق پسندی اور انصاف کے ساتھ ان کو پڑھے گا اس کا دل خود گواہی دے گا کہ وہ ضرور خدا کے پیغمبر ہیں۔ وہ کلام جو انہوں نے پیش کیا وہ یہی قرآن ہے اس بے نظیر کتاب کو جو شخص بھی سمجھ کر کھلے دل سے پڑھے گا اس کو اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ ضرور خدا کی کتاب ہے کوئی انسان ایسی کتاب تصنیف نہیں کر سکتا۔

ختمِ نبوّت پر دلائل

آنحضرتؐ کی تعلیم و ہدایت زندہ ہے۔ پہلے انبیاءؑ کی تعلیم کو دنیا نے بدل ڈالا۔ پچھلے پیغمبروں میں سے ایک کے بھی صحیح اور معتبر حالات آج کہیں نہیں ملتے۔ آنحضرتؐ کی زندگی کے حالات، ان کے اقوال اور ان کے افعال سب کے سب محفوظ ہیں۔

آنحضرتؐ کے ذریعہ سے دنیا میں اسلام کی مکمل تعلیم دی جا چکی ہے۔ اب نہ اس میں کچھ گھٹانے بڑھانے کی ضرورت ہے نہ کوئی ایسا نقص باقی رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لئے کسی نبی کے آنے کی حاجت ہو۔

آنحضرتؐ کسی خاص قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے اور تمام انسانوں کے لئے آپؐ کی تعلیم کافی ہے۔ لہٰذا اب کسی خاص قوم کے لئے الگ نبی آنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اسی بنا پر آنحضرتؐ کو خاتم النبیین کہا

(باقی صہ ۱۴ پر)

ہمسایہ کے حقوق

رحمت کائنات کی نظر میں

— : قاری عبدالمجید بھاکری ۔ خطیب ایل او ایس لاہور : —

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ہر مسلمان کے لئے عمل اور کردار کا ایک بہترین اور کامیاب نمونہ ہے انسانیت کی تکمیل اور اخلاقی اقدار کی سربلندی کے لئے اللہ رب العزت نے حضور اکرم علیہ السلام کو عمل اور کردار کا مثالی رہنما بنا کر مبعوث فرمایا قرآن حکیم کی سورہ احزاب میں ارشاد فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ مسلمانو! تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی عمل اور کردار کا ایک بہترین نمونہ ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے یہ دنیا جہالت اور بے علمی ضلالت اور گمراہی کا گڑھا تھی۔ چاروں طرف توہمات اور رسومات کا دور دورہ تھا۔ قتل اور خون ریزی چوری اور لوٹ مار اس قدر عام تھی۔ کہ کوئی بھی اسے برا نہیں سمجھتا تھا شراب خوری بدکاری جھوٹ اور دھوکا وعدہ خلافی اور فریب کاری جیسی روحانی بیماریوں نے معاشرے کو کھلا کھلا کر کے اضطراب اور بے چینی پھیلا رکھی تھی۔

اللہ جل مجدہ کے حقوق اینٹوں اور پتھروں کے بنے ہوئے بتوں کو ملے ہوتے تھے۔ اسی طرح ماں باپ عزیزوں رشتہ داروں دوستوں ہمسایوں یتیموں مسکینوں نادار اور بیوہ عورتوں کے حقوق کا کسی کو بھی خیال تک نہ آتا تھا۔

بیٹیوں کو زندہ قبروں میں گاڑ دیتے تھے۔ اچھے بھلے آزاد اور خود مختار انسانوں کو پکڑ کر چند ٹکوں کے بدلے بیچ دیا کرتے تھے ظلم اور زیادتی شباب پر تھی۔ ان کے جور و ستم سے پوری انسانیت بے چین اور مضطرب تھی۔ رحمت خداوندی کو جوش آیا اور ایسے ہادیِ برحق پیغمبر کو مبعوث فرمایا جنہوں نے آکر آدمیت کے اس زخمی ڈھانچے کو گود میں لے کر اس کے زخموں پر شفقت بھرے ہاتھوں سے مرہم رکھی۔ اور کراہتی ہوئی انسانیت کو ان ناسوروں سے پاک کر کے معاشرے کو سکھ اور اطمینان سے ہمکنار کیا۔

تاریخ عالم میں حضور کی تشریف آوری ایک عظیم نعمت ہے جسے اللہ رب العزت نے انسانوں کے لئے احسان عظیم کا درجہ دیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ۔

اللہ رب العزت نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان ہی میں سے ایک جلیل القدر انسان کو رسالت اور نبوت کی نعمت دے کر ان کی طرف رہنما بنا کر بھیجا جو انہیں اللہ کی آیات سناتا ہے۔ انہیں پاک کرتا ہے۔ کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ بہت بڑی گمراہی میں مبتلا تھے

اس احسان عظیم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ صراط مستقیم پر عمل کرنے کے انسانوں کے ساتھ انتہائی شفقت اور رحمت کا سلوک کیا۔ جس نبی نے آکر انسانوں کو اخلاقی اقدار کی تعلیم دینی تھی اسے سرتاپا رحمت ہی رحمت بنایا اور ارشاد فرمایا۔

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ۔

یعنی ہم نے آپ کو جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لئے یہ ایک بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ انہیں حضور جیسا رحیم اور شفیق پیغمبر نصیب ہوا۔ بُشْرٰى لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا ۔ مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمٖ

سعادت کی اس نہ ختم ہونے والی نعمت کی طرف قرآن مجید کی اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۔

کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ آپ ان کو نرم دل اور خوش اخلاق مل گئے ہیں اگر بالفرض آپ تیز طبیعت اور سخت دل ہوتے یعنی ان کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف نہ کرتے تو یہ سب منتشر ہو جاتے۔ پس ان کو معاف کر دے۔ اور ان کے لئے بخشش مانگ اور ان سے مشورہ کر تاکہ ان کی دلجوئی ہوتی رہے اور یہ شکستہ دلی کے بجائے خود اعتمادی سے اپنی اصلاح کر سکیں۔

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے اللہ نے رحمت اور سختی نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ایک دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّمَا رَحْمَةٌ مُّهْدَاةٌ

میں اللہ کی طرف سے رحمت کا ایک ہدیہ اور تحفہ بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

قرآن مجید نے جو احکام اجمالاً بیان فرمائے حضور پاک نے انہیں تفصیل سے عملی رنگ میں پیش فرمایا ہے۔ مثلاً حقوق العباد میں ہمسایہ کے حقوق خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ سورہ نساء میں ارشاد ربانی ہے

عبادت کرو اللہ کی۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو اور قرابتداروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی کے ساتھ اور مسافروں کے ساتھ اور زیر دستوں کے ساتھ یقیناً اللہ اس شخص کو پسند نہیں کرتا جو تکبر کرنے والا شیخی باز ہو۔

ہمسایہ کے حقوق کو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف اسالیب سے بیان فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ وہ جب بات کرے سچی کرے۔ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کی حفاظت کرے۔ اور امانتدار کو واپس کرے۔ اسے جس کسی سے ہمسایہ ہونے کا اتفاق ہو اس سے احسان اور اچھا سلوک کرے۔ نیز فرمایا۔ وہ شخص پورا مومن نہیں جو

بقیہ ۱۴

اسلام کیا ہے

آخری قسط

:- حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی :-

حقوق

اسلام میں ساری مخلوقات کے کچھ حقوق ہیں جمادات و نباتات مال جائیداد کو بے ضرورت ضائع کرنا منع ہے ۔حیوانات میں جس سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اسے قید نہ کرے ۔بچوں والے جانوروں کو پکڑ کر بچوں کو پریشان کرنا منع ہے جو کھانے کے نہ ہوں ان کو بیکار ذبح نہ کرے جو موذی نہ ہو اس کو قتل نہ کرے ۔جس سے کام لینا ہے اس کے کھانے پینے، راحت آرام کا خیال رکھنا زیادہ نہ مارنا طاقت سے زیادہ کام نہ لینا نہ ہو۔ غیر مسلم کو بھی بے خطا جان مال کی تکلیف دینا منع ہے جس سے جنگ نہ ہو اس سے بدزبانی منع مصیبت میں امداد کھانا پینا دینا علاج کرنے کرانے کا حکم جنگ میں بھی ۔عورتوں بچوں ضعیفوں اور جو جنگی نہ ہو مارنا منع ہے اور مسلمان کے بہت حق ہیں خطا معاف کرے ،عیب چھپائے عذر قبول کرے تکلیف دور کرے خیر خواہی کرے محبت بنا ہے عہد پورا کرے ۔عیادت کرے ۔ دعوت قبول کرے وغیرہ وغیرہ ۔

بڑے بڑے جرم

اسلام میں سب سے بڑا جرم ایمان کا نہ لانا ہے ۔اس سے زیادہ کون باغی ہو سکتا ہے جو اپنے پیدا کرنے والے پرورش کرنے والے بے انتہا جسمی و روحی قوائی و توانائی اعضا کی سلامتی اور بہت سی بیرونی نعمتیں دینے والے کو اپنا معبود قرار دے اس کے احسانات کو فراموش کر دے بلکہ اس کے وجود ہی کا انکار کر دے یا اس کی وہ صفات عالیہ جن کا مثل کوئی نہیں ہو سکتا ۔ان میں کسی کو شریک کرتا ہو یا اس کے بھیجے ہوئے رسولوں اور نبیوں یا فرشتوں میں سے سب کا یا کسی ایک کا بھی انکار یا توہین کرتا ہو یا اس کی نازل کی ہوئی کتابوں کو جس طرح وہ نازل ہوئی تھیں ان کو سچا اور قابل قبول نہ سمجھتا ہو یا اس عمل کی دنیا آخر رہنے جانے کے بعد دوبارہ زندگی پا کر جزا و سزا کا اعتراف نہ کرتا ہو ۔سچ پوچھئے تو جانور اور جمادات و نباتات بھی ایسے مجرم نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کو نہ عقل دی گئی تھی نہ یہ کام ان پر لازم کئے گئے تھے ۔الغرض غور کریں تو ایسے انسان کو خدا کی زمین پر رہنے اس کی تمام مخلوقات سے فائدہ اٹھانے کا کوئی حق ہی نہیں بنتا ۔یہ صرف ان کا کرم ہے کہ وہ اس عمل کی دنیا میں پوری سزا نہیں دیتے ہیں اور اسے باغیوں کو زندگی اور کچھ عارضی آرام بھی دے دیتے ہیں ۔ ورنہ ان کا حق تو یہ تھا کہ خدا کے ملک خدا کی زمین پر اس کے آسمان کے نیچے اس کی مخلوقات کے درمیان مخلوقات سے فائدہ لینے میں ایک منٹ کے لئے بھی ان باغیوں کو نہ چھوڑا جاتا ۔

پھر کسی انسان کو ناحق قتل کر دینا ہے جبکہ وہ اس سزا کا مستحق نہ ہو کہ انسان یعنی وہ خدا کی بنائی ہوئی بہترین عمارت کو منہدم کرنے کا سخت ترین جرم ہے اس میں وہ بھی داخل ہے جو خود کو ہی قتل کر ڈالے کہ یہ عمارت اس کی نہ تھی خدا کی تھی اسی کی بنائی ہوئی تھی ۔پھر کسی کا مال چوری ڈاکہ سے لینا یا آبرو پر حملہ کرنا ، گالیاں وغیرہ دینا ۔اور شراب خوری جو انسان کے سب سے افضل ہونے کے جوہر عقل کی دشمن ہے ۔زناکاری یا اس سے پہلے پہلے کی سب باتیں جو اس حد تک پہنچنے کا ذریعہ بنتی ہیں جو ایسا زبردست ڈاکہ ہے کہ دنیا بھر میں کوئی ڈاکہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا خواہ رضا سے ہو یا جبر سے ۔ دیکھئے اگر کسی کی بیوی کے دوسرے کا بچہ پیدا ہوا تو ضابطہ میں چونکہ وہ شوہر کا ہی کہلائے گا ۔اس کی لاکھوں کروڑوں کی جائداد بلکہ بعض جگہ سلطنت تک کا وارث وہی بن جاتا ہے اور سب پر قابض ہوتا ہے حالانکہ اصل مالک سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا اور اس کی تمام عزیز عورتوں کا عزیز بن کر سامنے آتا جاتا ملتا رہتا ہے جس سے عزت و آبرو خطرہ میں پڑ جاتی ہے یہ صرف عورت کی بدکاری سے غیر کا بچہ تمام عزت و مال پر ڈاکہ ڈال رہا ہے اور دنیا کچھ نہیں کہہ سکتی اس کے لئے شدید انتظام کی اور اس کے جس قدر ذرائع اور دور دوسرے کے اسباب ہیں ان کی روک تھام کی ہر عقل صحیح کے لئے ضرورت ہے اگر عقلوں پر پردہ پڑ جائے تو اس کا کیا علاج اس لئے اسلام میں عورت کا پردہ اجنبی سے میل جول سخت منع ہے ۔

سزائیں

قانون پر پوری طرح عمل کرنے والے کو تو سزا کی نوبت ہی نہیں آتی مگر غفلت یا غلطی سے مبتلا ہونے والوں کو سزا الٰہی دینی ضروری ہے کہ نہ وہ نہ دوسرے قانون کے خلاف کبھی نہ کر سکیں ۔ہر عقل یقین رکھتی ہے کہ جرموں پر سخت سزا ہوگی تو جرم ختم ہو سکتا ہے ورنہ برابر جاری رہے گا ۔ نو عمر بچوں کو ماں باپ اگر برائیوں پر ایسی سزائیں دیتے رہیں گے کہ وہ اس حرکت کے تصور سے بھی کانپ جائیں تو وہ حرکت ان سے ہمیشہ کو چھوٹ سکتی ہے اگر ایسا نہ کریں گے تو ہمیشہ کے لئے وہ حرکتیں ان کے دلوں میں جڑ پکڑ کر ایسی مضبوط ہو جائیں گی کہ کبھی نہ چھوٹ سکیں گی اسی طرح ہر انتظام کا حال ہے ۔آج کل چوری ڈاکہ قتل پر معمولی معمولی سزائیں دی جاتی ہیں تو یہ جرم عام ہو رہے ہیں ۔جن ملکوں میں شدید سزائیں ہیں وہاں جرائم کم ہیں ۔اسلام میں سخت ترین جرموں ۔زناکاری شراب نوشی چوری ڈاکہ پر وہ سخت ترین سزائیں مقرر کی ہیں کہ ان کے جاری کرنے کا اعلان ہوتے ہی تمام جرائم ختم ہو جاتے ہیں ۔اسلاف مسلمانوں کا حال تو تاریخ میں دیکھا جا سکتا ہے اور موجودہ زمانہ میں سعودی عربیہ مملکت میں مشاہدہ ہو سکتا ہے ، جہاں اسلامی سزاؤں کے جاری ہونے سے پہلے چوری قتل عام تھا اور اب بالکل صفر کے درجہ میں ہے ۔ یہ جرائم کی سزاؤں کا ہلکا کرنا خود جرائم کی پرورش کرنا اور دنیا کو بدامنی میں مبتلا کرنا ہے اسلام اس سے پاک ہے ۔

اسلام میں زناکاری کی سزا بشرطیکہ معتبر اور پختہ ثبوت سے ثابت ہو جائے ۔ شادی شدہ کے لئے پتھر مار مار کر ہلاک کرنا ہے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگانا ہے خود غور کر کے دیکھ لیا جائے کہ اس کے اعلان کے بعد کس کی جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ اس خطرناک جرم کے قریب بھی جا سکے ۔

چوری جو دس درہم سے زائد کی ہو ثبوت معتبر مل جانے پر اس کی سزا اوّل بار میں داہنا ہاتھ کاٹ ڈالنا ہے دوسری بار میں بایاں پاؤں اس اعلان کے بعد چوری کون کر سکتا ہے ۔

رہزنی کی سزا سولی ہاتھ کاٹنا قتل کر دینا مختلف صورتوں میں ہوتا ہے ۔شراب پینے پر اسی کوڑے ۔پاکدامن پر تہمت لگانے سے اسی کوڑے کی حد ہے ۔یہی بات ہے جو ان

باقی صفحہ ۱۶ پر

مساوات انسانی کے علمبردار

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ :- متعلم محمد وارث ہزاروی جنرل سیکرٹری جمعیۃ الطلباء جامعہ مدنیہ لاہور

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ملوکیت کے ایوان لرزنے لگے ۔ قبائلی عصبیت کے گھروندے گرنے لگے ۔ خود ساختہ خداؤں کی خدائی کا تاٹ الٹ گیا ۔ شہنشاہیت مٹ گئی ۔ اور جہالت دم دبا کر بھاگ نکلی ۔ کفر و ضلالت کی تاریکیوں سے آفتاب رسالت نمودار ہوا ۔ جس کی ضو فشانیوں سے کائنات ارض و سما منور ہو گئی ۔ اور شاعر وجدانی عالم میں نغمہ سرا ہوا ۔

گر ارض و سمار کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

انسانی مساوات کا دور آیا اور امیر و غریب ، آقا و مولا ، شاہ و گدا اور اونچے اور نیچے سب ایک ہی صف میں شانہ بشانہ کھڑے ہو کر بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہو گئے ۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس معاشرہ کی داغ بیل ڈالی ۔ جن تعلیمات کی نشر و اشاعت کی ۔ جن اصولوں کا پرچار کیا ۔ جن قدروں کو نمایاں کیا اور جن زاویوں کو اجاگر کیا ان کی بدولت انسان کو اس کا صحیح مقام حاصل ہوا ۔ نئی سوسائٹی نے جنم لیا اور نیا ضابطۂ حیات تشکیل ہوا ۔

اسلام کرۂ ارض پر پہلا مذہب تھا اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پیغمبر تھے کہ جنہوں نے یہ نعرہ بلند کیا "انسان ماں کے بطن سے آزاد پیدا ہوا ہے ۔ کسی اقتدار پرست کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ انسان کو اس کے بنیادی حق سے محروم کرے اور اس کی آزادی کو سلب کرلے ۔"

تعلیمات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں مساوات انسانی ایک صحت مند معاشرے کا پہلا نعرہ ہوا ہے کہ جس کی بدولت قرن ہائے قرن کے مسلے ہوئے انسانوں نے کروٹ بدلی ۔ اور صدیوں کی سسکتی ہوئی قوموں نے انگڑائی لے کر اپنے آپ کو سنبھالا دیا اور ان بندھنوں کو توڑ دیا ۔ جس میں زبردستوں نے اپنے طنطنہ اور دبدبہ قائم رکھنے کے لئے انہیں جکڑ رکھا تھا ۔

یہ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان ہی تھا کہ عرب کے شتربان روما ، ایران ، چین اور ہندوستان کی حکومتوں اور مملکتوں کے مالک و مختار بن گئے ۔ اور اس کالی کملی والے کی تعلیمات کا اثر ہی تھا کہ بات بات پر خون آشامی اور خون ریزی پر اتر آنے والے عرب اخلاق و کردار کے مجسمے اور پیکر بن گئے اور ان کے اعمال و افعال کو دیکھ کر غیروں نے بھی ان کی پاک بازی کی قسم کھائی ۔

کون نہیں جانتا اور کسے معلوم نہیں ! اس برصغیر پاک و ہند میں برہمنوں نے اپنے اقتدار کی خاطر انسانوں کو گروہوں اور طبقوں میں تقسیم کرکے ان کے بنیادی انسانی حقوق سلب کر رکھے تھے کیا تاریخ کی اس حقیقت کو کوئی مورخ جھٹلا سکتا ہے کہ اس برصغیر کے اصل باشندوں کو سڑکوں ، بازاروں ، شہروں ، بستیوں اور عبادت گاہوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی ۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ اگر کوئی بدقسمت شودر سڑک پر چلتا شہر میں پھرتا ۔ بستی میں داخل ہوتا ۔ اور عبادت گاہ کے قریب بھٹکتا مل جاتا تو اس کے نہ صرف ناک کان کاٹ لئے جاتے تھے ۔ بلکہ سیسہ پگھلا کر ان کے کانوں میں ڈال دیا جاتا تھا ۔

یہی نہیں بلکہ ان کی عزت و ناموس سے کھیلا جاتا اور انہیں گندی موری کا کیڑا سمجھ کر مسل دیا جاتا ۔ یہ حالات ہندوستان کے ہی نہیں تھے بلکہ ایران اور روم کی نام نہاد مہذب مملکتیں بھی اس وحشت اور بربریت کا شکار تھیں ۔ خود عرب میں بھی یہی حالت تھی ۔ لیکن کالی کملی نے یہ طبقاتی تفریق ، انسانی تقسیم اور قبائلی عصبیت مولائے کریم کے اس پیغام کا اعلان کرکے ختم کر دی ۔

یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثیٰ وجعلنٰکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ط

"اے لوگو ! ہم نے تمہیں ایک ہی ماں باپ سے پیدا کیا اور پھر بنا دیئے تم میں شعبے اور قبیلے تاکہ تم پہچان سکو بے شک تم میں فضیلت والا وہ شخص ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے"

اس اعلان کی وضاحت آقائے مدنی نے ان فصیح و بلیغ الفاظ میں فرمائی کہ ان ربکم واحد وان اباکم واحد ، کلکم من ادم وادم من تراب ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

"تمہارا خدا ایک ، تمہارا باپ ایک تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی کے تھے ۔ تم میں شریف تر وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے ۔"

ایک دفعہ سرداران قریش کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے آیا ۔ آپ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ۔ آپ کے اردگرد بعض ایسے صحابہؓ بھی تھے کہ جنہیں قریش کہ اپنے معیار سے کم سمجھتے تھے ۔ انہوں نے حضورؐ سے کہا کہ آپ کے گرد جو لوگ موجود ہیں انہیں اٹھا دیجئے کیونکہ یہ لوگ ہمارے معیار کے نہیں ۔ ہم ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کرنے کے لئے تیار نہیں حضورؐ نے ان صحابہ کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا ۔

"اسلام میں کوئی بڑا اور چھوٹا نہیں کوئی اعلیٰ و ادنیٰ نہیں وہی سب سے بڑا ہے جس کے اعمال نیک ، اخلاق بلند ، کردار پاکیزہ ہے جو اللہ کے خوف سے ڈرتا ہے اور نیکی کے راستے پر چلتا ہے ۔ اسلام میں بلالؓ حبشی اور عمرؓ خطاب ایک ہی انگشتری کے دو لعل ہیں "

اسی تعلیم کو لے کر عرب کے شتربان ریگ زار سے نکلے اور انہوں نے انسانی عدم مساوات کے خلاف جگہ جگہ ۔ قریہ قریہ

دُنیائے فانی

: قاری عبدالمجید مدرس مدرسہ انوار الاسلام ۔کیہال ایبٹ آباد :

اِعلَمُوا اَنَّمَا الحَیٰوۃُ الدُّنیَا لَعِبٌ وَّلَھوٌ وَّ زِینَۃٌ وَّتَفَاخُرٌ بَینَکُم وَ تَکَاثُرٌ فِی الاَموَالِ وَالاَولَادِ ط کَمَثَلِ غَیثٍ اَعجَبَ الکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیجُ فَتَرٰہُ مُصفَرًّا ثُمَّ یَکُونُ حُطَامًا ط وَفِی الاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیدٌ وَّمَغفِرَۃٌ مِّنَ اللہِ وَرِضوَانٌ ط وَمَا الحَیٰوۃُ الدُّنیَا اِلَّا مَتَاعُ الغُرُورِ ہ ——— پ ۲۷ سورۃ الحدید ع ۔

ترجمہ :- جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ اور زینت (و آرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (دستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (و خواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اُگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوف زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے۔ کہ (ایک کر) زرد پڑ جاتی ہے۔ پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں (کافروں کے لئے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لئے) خدا کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ میں اپنی زندگی کے ایام راحت و آرام سے بسر کروں۔ اور مجھے کسی قسم کی بھی تکلیف بھی نہ ہو۔ نہ ہی مال کم ہو اور نہ اولاد۔ نہ ہی صحت خراب ہو۔ اور نہ ہی بدحالی میرے قریب پھٹکے۔ اور یہ بھی چاہتا ہے کہ میں عزت پاؤں ذلت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اسی کے لئے رات دن کوشش کرتا ہے۔ اور طرح طرح کی مصیبتیں اور صعوبتیں برداشت کرتا چلا جاتا ہے اور اگر ذرا سی بھی تکلیف ہو تو از حد غمگین اور رنجیدہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر قلیل سا نفع بھی مل جاتے تو اتنا خوش ہوتا ہے کہ پھولے نہیں سماتا۔ لیکن اکثر یہ حالت ان لوگوں کی ہوتی ہے۔ کہ جنھیں باریؒ کے ہاں حاضری اور ملاقات کا یقین نہ ہو۔ اور جن لوگوں کو اپنے معبودِ حقیقی کی ملاقات کا یقین ہو۔ وہ ہر مصیبت و آرام کو منجانب اللہ سمجھتے ہوئے مصائب پر صبر اور آرام پر شکر کرتے ہیں وہ دنیاوی کمالات کو حاصل کر لینا ہیچ سمجھتے ہیں۔ ان کی نظر ہمیشہ اس چیز کو حاصل کرنے کی طرف ہوتی ہے کہ جو ان کو ان کے رب سے ملا دے اور دنیا کو فرمان باری کے مطابق کھیل تماشا ہی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا آیت میں بھی خدا تعالیٰ کی حقارت و ذلت اور اس کے زوال و فنا کا ذکر فرمائے ہیں۔ اور کھیل تماشا کے ساتھ تشبیہ دے کر یہ واضح فرما دیا۔ کہ جس طرح کھیل تماشا تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ دنیا بھی چند روزہ ہے اور جس طرح کھیل تماشا کو دوام و ثبات نہیں۔ اسی طرح اس دنیا کو بھی دوام و ثبات نہیں۔ اور اہل دنیا کو لہو و لعب زینت و فخر اور مال و اولاد کی بہتات کی چاہت کے سوا اور کوئی خواہش نہیں۔ انہیں یہ خیال نہیں کہ یہ تو چند روزہ ہے۔ باقی رہنے والی تو صرف آخرت ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے وَالاٰخِرَۃُ خَیرٌ وَّ اَبقٰی۔ کہ آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی ہے صرف اسے زوال و فنا نہیں۔ اور صرف وہی قلت و ذلت سے پاک اور بہت دور ہے اہل دنیا نے اسے ہی اپنا مقصودِ اصلی سمجھ لیا ہے۔ اور اگر ان کو اس بات کا علم ہو جاتا تو وہ اس باقی زندگی کو اس فانی پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔ بلکہ دنیا کے حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس باقی آخرت کو حاصل کرنے کی بھی کوشش کرتے۔ اور آخرت کی کامیابی ہی کو اصل کامیابی سمجھتے۔ پھر آگے چل کر دنیا کی بے ثباتی کی مثال اس طرح بیان فرمائی۔ کہ جس طرح بارش کی وجہ سے باغات سر سبز و شاداب ہو جاتے ہیں اور کھیتیاں لہلہانے لگ جاتی ہیں۔ اور ان کے مالک خوش ہوتے ہیں۔ کہ ہم اس دفعہ بڑے ہی اچھے رہے کہ بہت پھل ہوا۔ اور فصل بھی بہت ہی اچھی پیدا ہوئی۔ بس اسی طرح اہل دنیا بھی دنیا کی خوبصورتی اور اس کی ٹیپ ٹاپ کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور صرف اس کے نفع کو ہی اصل کمال سمجھتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کامیاب ہو گئے۔ لیکن انہیں یہ خبر نہیں۔ کہ جس طرح آج جو کھیتیاں ہری بھری اور جو باغات سر سبز و شاداب نظر آ رہے ہیں۔ وہ کل اپنی خوبصورتی کو چھوڑ دیں گے۔ اور جب ان پر موسم خزاں آوے گا تو اپنی اصلی رنگت کو چھوڑ کر زرد ہو جاویں گے۔ اور اپنا لباس (پتے) بھی اتار پھینکیں گے اسی طرح دنیا کی۔ زیب و زینت اور اس کی ترقی بھی چند روزہ اور مٹی میں مل جانے والی ہے۔ اگر غور کیا جائے تو انسان کو اس کا سبق اپنے نفس میں ہی ملتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔ وَفِی اَنفُسِکُم اَفَلَا تُبصِرُونَ ۔ کہ تمہارے نفسوں میں خود نشانیاں موجود ہیں کیا تم نہیں دیکھتے۔ انسان کے بچپن، جوانی ادھیڑ عمر اور بڑھاپے کو دیکھئے۔ اور پھر اس کی موت و فنا کو بھی سامنے رکھئے۔ کہاں جوانی کا وقت اور اس کا جوش و خروش اور طاقت اور کہاں بڑھاپے کی کمزوری جھریاں پڑا ہوا جسم جھکی ہوئی کمر اور بے طاقت ہڈیاں کمزور نظر کہ چلنا بھی مشکل ہے۔ بس یہی حالت دنیا کی ہے۔ ایک وقت نوجوان ہے۔ پھر ادھیڑ اور پھر بڑھیا۔ اس کی دو گھڑی کی سہانی رونق کو دیکھ کر فریفتہ ہو جانا عقل مندی نہیں۔ بلکہ اس کی بربادی اور بے رونقی کو بھی دیکھنا چاہیئے

صرف دنیا ہی مِل جانا کوئی کمال نہیں

عَن سَہلِ بنِ سَعدٍ رَضِیَ اللہُ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَو کَانَتِ الدُّنیَا تَعدِلُ عِندَ اللہِ جَنَاحَ بَعُوضَۃٍ مَّا سَقٰی کَافِرًا مِّنہَا شَربَۃً۔ (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ :- حضرت سہل بن سعدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل فرماتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی قدر و قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو وہ ایک گھونٹ بھی نہ دیتا۔

اس ارشاد سے صاف معلوم ہو گیا کہ دنیا میں کفار و منکرین کو جو مِل رہا ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں اور اگر ذرا بھر بھی قدر و قیمت ہوتی تو ان ظالموں کو ایک گھونٹ پانی تک نہ ملتا۔ یہ تو اس کے ہاں حقیر اور بے قیمت چیز ہے۔ آخرت کی اس کے ہاں قدر و قیمت ہے۔ وہاں کسی دشمن خدا کو پانی کا گھونٹ تک نہ دیا جائے گا۔ وہ نعمتیں صرف فرمانبرداروں ہی کو ملیں گی۔

دنیا کی ہر بڑی نعمت آخرت کے مقابلہ میں ہیچ ہے

حدیث شریف میں ہے کہ قیامت کے دن بڑے سے بڑے دنیا دار اور کروڑ پتی

کہ جو ہمیشہ ناز و نعمت میں رہا ہو گا۔ اور اس نے کبھی رنج و غم نہ دیکھا ہو گا۔ اُسے جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جاوے گا بتا کہ تو نے دنیا میں کیسی زندگی گزاری؟ وہ جواب دے گا" میں نے کبھی راحت نہیں دیکھی اور نہ ہی کبھی آرام کا نام تک سنا۔ اسی طرح دوسرا شخص کہ جس کی ایک گھڑی بھی دنیا میں آرام سے نہ گزری ہو گی۔ اسے جنت میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جاوے گا" بتا تو نے دنیا میں کیسی زندگی گزاری؟ وہ جواب دے گا" باری تعالےٰ میں نے تو کبھی رنج و غم کا نام بھی نہیں سنا۔ اور نہ ہی مجھے کوئی مصیبت ہی آئی۔ اور میں نے کبھی کوئی دکھ نہیں دیکھا

انسان دنیا میں کتنا ہی امیر کیوں نہ بن جاتے اور نعمتوں سے مالا مال کیوں نہ ہو جائے اگر اس نے خدا کو راضی نہیں کیا تو وہ گھاٹے اور نقصان میں رہا۔ اور اگر کتنی ہی مصیبتوں میں کیوں نہ مبتلا ہو۔ اور کتنا ہی فقیر و محتاج کیوں نہ ہو۔ اگر اس نے اپنے مالک حقیقی کو نہیں بھلایا تو باری تعالےٰ بھی اس کو نہ بھلائیں گے۔ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب محدود اور تناہی ہے اور آخرت میں جو کچھ ہے وہ سب غیر محدود اور لا تناہی ہے اور ریاضی کا مسلم مسئلہ ہے کہ محدود تناہی اور غیر محدود لا تناہی کے درمیان کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ جب حقیقت یہ ہے تو وہ شخص بڑا ہی محروم اور بہت ہی گھاٹے میں رہنے والا ہے۔ کہ جو دنیا کو حاصل کرنے کی تو کوشش کرتا ہے۔ مگر آخرت کی تیاری سے بے فکر اور بے پرواہ ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو دنیا سے بچاتا ہے

عَنْ قَتَادَةَ بْنِ نُعْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا حَمَاهُ الدُّنْيَا كَمَا يَظَلُّ أَحَدُكُمْ يَحْمِيْ سَقِيْمَهُ الْمَاءَ.

(رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ:- حضرت قتادہ بن نعمانؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح تم سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے (جبکہ اس مریض کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو)

اگر باری تعالیٰ کو دنیا محبوب ہوتی تو وہ اپنے بندوں کو کیوں نہ دیتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ امیر ہوتے۔ مگر حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کی تو یہ حالت تھی کہ کئی کئی دن فاقوں پر فاقے ہوتے اور ایک ایک کھجور پر گزر ہوتا۔ اور کبھی کھجور بھی میسر نہ ہوتی تو پیٹ پر پتھر باندھ لئے جاتے۔

اے غافل! تو سوچ تو سہی کہ جس دنیا میں تو نے جی لگایا ہے کیا یہ باقی رہنے والی ہے اور جو جو آرزوئیں تیری ہیں۔ یہ سب پوری ہونے والی ہیں رات دن تیری یہ کوشش کہ مال و دولت ہاتھ آجائے کیا تجھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد نہیں کہ آپ نے فرمایا۔ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ۔ کہ دنیا میں تو اس طرح رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے یا راہ چلتا مسافر۔ تیری منزل مقصود یہ نہیں جس کو تو منزل سمجھ چکا ہے وہ شخص عقل مند نہیں کہ جس نے اس دنیا سے جی لگایا اور اسی کو منزل مقصود سمجھا۔ عقلمند تو وہ ہے کہ جس نے اپنے مقصدِ تخلیق کو سمجھا اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کی اور رات دن آخرت کی تیاری میں لگا رہا۔ وہی کامیاب ہوا اور اُسی نے خدا کی مرضی کو پا لیا اور وہی خدا کے غیظ و غضب سے بچا اور جو یہاں آکر اپنے مالک حقیقی کو بھول گیا۔ وہ ناکام و نامراد ہوا اور اس نے اپنے رب کے غصہ کو مول لیا۔ بس آخرت کی تیاری میں لگ جا۔ اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف سبقت کر۔ وہ جنت کہ جس کی کشادگی آسمانوں اور زمینوں سے بھی زیادہ ہے۔ جو تیرے رب نے اپنے بندوں کے لئے بنا رکھی ہے۔ تو اپنے آگے فسق و فجور کو نہ بھیج۔ اور اپنے قدموں کو گناہوں کی طرف نہ بڑھا اور لمبی اُمیدیں نہ باندھ۔ وہ وقت یاد کر کہ جب تیری روح قبض کرنے کو فرشتے آویں گے۔ تیرے تمام عزیز و اقارب تیرے پاس بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ مگر تجھے زندگی نہ دے سکیں گے۔ ڈاکٹر و حکیم بھی علاج سے عاجز آجائیں گے۔ اب وقت ہے۔ سنبھل جا۔ گناہوں سے باز آجا۔ معلوم نہیں کہ تجھے اپنے رب کریم سے کسی چیز نے دھوکہ دیا۔ یاد رکھ کہ تجھ پر فرشتے مقرر ہیں۔ اور تیرے ہر عمل کو لکھ رہے ہیں۔ تجھے برائی کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کہ مجھے کوئی دیکھ رہا ہے۔ بس اللہ کو یاد کرنا شروع کر دے اور دنیا کی محبت کو اپنے دل سے نکال دے اور اسی کو راضی کرنے کی فکر میں رہ۔

بقیہ: بے مثال شاندار کارنامے

گیا ہے یعنی سلسلۂ نبوت کو ختم کر دینے والا۔ اب دنیا کو کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو آنحضرتؐ کے طریقہ پر چلیں۔ اور دوسروں کو چلائیں۔ آپؐ کی تعلیمات کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ اور دنیا میں اس قانون کی حکومت قائم کریں۔ جس کو لے کر آنحضرتؐ تشریف لائے تھے۔

بقیہ:- ہمسایہ کے حقوق

خود تو پیٹ بھر کر کھانا کھالے اور اس کے پڑوس میں اس کا ہمسایہ بھوک کی حالت میں رات بسر کرے۔

بارگاہ نبوت میں ایک شخص کا ذکر آیا۔ جو فرض نمازوں کے علاوہ نوافل بھی کثرت سے پڑھتا تھا۔ روزے بھی کثرت سے رکھتا صدقات و خیرات میں بھی ہاتھ کھلے تھے لیکن ہمسایوں کو بہت ستاتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ آگ میں جاتے گا۔

ایک دوسرے شخص کا ذکر ہوا جو نمازیں بھی صرف فرض ہی ادا کرتا تھا۔ روزے بھی رمضان شریف ہی کے رکھتا تھا۔ اور صدقات و خیرات میں بھی اس جیسی کثرت نہ تھی۔ البتہ ہمسائے اس کے حسن سلوک سے بہت خوش تھے فرمایا یہ جنت میں جائے گا۔

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا وہ شخص پورا مومن نہیں جس کی نامناسب حرکتوں سے اس کے پڑوسی پریشان ہوں۔

حضورؐ نے ہمیشہ ہمسایوں کے آرام کو اپنا آرام اور ہمسایوں کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھا ہے ہمسایوں کے آرام کا معمولی معمولی باتوں میں خیال رکھتے تھے

ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو فرمایا۔ ابوذر! ہانڈی میں پانی چلو بھر زیادہ ڈال دیا کرو۔ تاکہ کسی ضرورت مند ہمسائے کو بھی تمہارے سالن سے کچھ مل سکے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا وہ شخص کبھی جنت میں نہیں جا سکتا جس کے ہمسائے اس کی شرارتوں اور برائیوں سے محفوظ نہ ہوں۔ ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہوا اللہ کے ہاں بہترین دوست وہ ہے جو دوسروں کے لئے اچھا ہو اور بہترین ہمسایہ وہ ہے جو ہمسایوں کے لئے اچھا ہو

سراپائے نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

خطیب اعظم بلبلِ بستانِ رسول حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۹ء میں لدھا رام کیس سے بری ہو کر گھر تشریف لائے تو حضرت مولانا سید عبدالمنعم شاہ بخاری مدظلہ نے یہ نعت اپنے قابل فخر اور یگانہ روزگار والد کو سنائی اور بجید داد پائی حضرت مولانا ابوذر بخاری کی شاعری کی ابتداء اسی پاکیزہ نعت سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ عشق رسول میں ڈوبی ہوئی اس نعت کو شرف قبولیت بخشے۔ اور شاہ صاحب "خدام الدین" کے صفحات کو اپنے رشحاتِ قلم سے نوازتے رہیں

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

(ادارہ)

مولانا ابوذر بخاری مدظلہ العالی

چہ وصفِ محمدؐ کند مغزِ خامے ✶ کہ بالائے فکر است او را مقامے

رُخِ مہر تابش جو صبحِ بہاراں ✶ دہد جلوہ خوش بہر خاص و عامے

رخش والضحٰے گشت و واللیل گیسو ✶ ایں صبح چہ صبح ایں شامے چہ شامے

لبِ شہد بارش ز موجِ لطافت ✶ بہ تسنیم و کوثر دہد التطامے

لبش شکّریں و غدارش مہ و خور ✶ دُرر پیشِ دنداں شدہ ہیچ فامے

ہم از مشکِ بیزیِ زلفِ سیاہش ✶ غزالے ختن را معطر مشامے

اسیرِ دو زلفش ہزاراں دل و جاں ✶ شہیدِ دو چشمش چہ شاہ و غلامے

خط و خال و نقش و نگارے نگارم ✶ میسّر بگیتی نظیرش کُدامے

بجبلِ متینش پناہے دو عالم ✶ بزیرِ نگینش تمامی نظامے

ز تحت الثرٰے تا باوجِ ثریّا ✶ زند مرکبِ او بیک لحظہ گامے

بہ ہم بستگی ہائے طبعِ سلیمش ✶ بہ بخشند اُمم را وفاقِ دوامے

ہم از اضطرابِ جبینِ مبینش ✶ ہمہ نظم و اِحکامِ نذرِ فصامے

صداقت مجسم، امانت سراپا ✶ لسانِ قدس ہم رُسل را امامے

مراحم موصّلِ مطارعِ خلائق ✶ ملاذِ برایا شفیعِ انامے

جنودِ ملائک ہمہ ذاتِ والا ✶ رسانند ہر دم بروحش سلامے

دلِ حافظ اے ساقیِ حوضِ کوثر ✶ بماند ز بزمت چرا تشنہ کامے

(۱) مضبوطی (۲) شکست و ریخت (۳) صلہ رحمی کرنے والا (۴) مخلوق کی جائے پناہ

بقیہ : اسلام کیا ہے

جرائم کو ختم کر سکتی ہے اور ان سے ہلکے جرائم پر تعزیرات ہیں پھر حاکم کی صوابدید پر ہیں کہ وقت موقع حیثیت وغیرہ کو دیکھ کر جاری کر سکتا ہے جس سے اس جرم کا پورا انسداد ہو سکے۔

سیاست

جس کے معنی انتظام کے ہیں، گھر کا انتظام ادارہ کا انتظام، کارخانہ کا انتظام اور محکمہ یا حکومت کا انتظام ان سب کے لیے بڑے مفصل قواعد اور بغیر وقت و وقت اور پیسے خرچ کئے۔ بہترین انصاف کا انتظام جو اسلام میں ہے کہیں نہیں مل سکتا۔ بہت حکومتوں نے کچھ کچھ قاعدے لے کر نظام بنایا مگر کامل نہ لینے سے وہ ناقص ہی رہا۔ شاید کسی وقت اس کی تشریح پیش کر دی جائے اور تفصیل سے دکھا دیا جائے کہ اسلام کے نظام کے سامنے ہر نظام ناقص و بیکار ہے

جہاد

ایسے انتہائی امن و امان اور حد درجہ کی شرافت کے اصول جن سے انسان امن و امان کی زندگی گذار کر دنیا اور آخرت میں کامل راحت و آرام حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی دعوت تمام ان انسانوں کو دینا ہے جو خدا کی زمین پر بستے ہیں تاکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کی سزاؤں سے بچیں۔ بدیوں فتنہ پردازیوں اور اور کینہ پن سے محفوظ ہو جائیں۔ جن کو دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ پھر بھی ایسے زریں اصول پر کان نہیں لگاتے تو ان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ یا ان اصول کو قبول کرکے اپنے آپ کو دنیا و آخرت میں راحت اور انتہائی شرافت کا حقدار بنا لیں اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اس اگر تعلق کے لئے جو مخلوق کا خالق سے ہے اپنا بے ثبوت اور غلط نظریہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔ آخرت کے عذاب سے بچنے کی فکر نہیں کرنا چاہتے۔ تو اسلام کے ان زریں اصول کے تحت تو کم سے کم آ جائیں جو باہم تعلقات میں انتہائی امن و امان کی زندگی کے ضامن ہیں یعنی معاملات و اخلاق و افعال میں کہ اسلام کی رعیت بن کر باہمی اصول سے فائدہ اٹھائیں خود کو دوسروں کے شر سے اور دوسروں کو اپنے شر سے محفوظ کریں اور امن و امان کی زندگی گذاریں۔ اگر ان دونوں باتوں پر بھی کوئی انسان آمادہ نہیں ہوتا تو وہ خود اپنا دشمن ہے تو گویا کم نظری و غلط فہمی سے اس کا احساس نہیں رکھتا۔ ایسے لوگوں کو جنگ کا چیلنج اسلامی جہاد ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو ایسے سرکش لوگوں کے لئے ہر طرح کی شرافت نیکی امن و امان راحت اور فرشتوں والے کمالات کا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے کہ اگر وہ بدفہمی ضد ہٹ یا کم نظری سے ان زریں اصول سے محروم ہیں تو ان کو دعوت دی جائے کہ کل اصول پر عمل کروائے۔ نہ کریں تو کم ازکم امن و امان کے اصولوں پر تو عمل کریں۔ ورنہ پھر جنگ کرکے ان کو زبردستی امن و سلامتی کی راہ اور ایسی بھلائی دکھائی جائے یہی ان کی خیر خواہی ہے حقیقت کو دیکھا جائے تو در اصل جہاد کوئی جنگ نہیں ہے۔ بلکہ سختی کے ساتھ ضدی بچوں کو بھلائی و نیکی سکھانے کا ذریعہ ہے جو ضد کی وجہ سے ویسے اپنی بھلائی کی طرف نہیں آ رہے ہیں اور ہلاکت دنیا و آخرت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ اب خالی الذہن ہو کر ان امور پر غور کریں گے۔

بقیہ : مساوات انسانی کے علمبردار

شہر شہر، ملک ملک جہاد کیا اور انسانی تفریق کو ختم کر کے ایک ایسا معاشرہ تشکیل کیا۔ جس میں ہر انسان کی ابھرنے اور ترقی کرنے کے پورے مواقع حاصل تھے۔ اس معاشرہ نے ہی اس برصغیر میں خاندان غلاماں کی بنیاد رکھی اور اس حقیقت کبریٰ کو پوری دنیا پر داشگاف کر دیا کہ اسلام نسلی بربریت اور عصبیت کا مخالف ہے۔ اس میں ایک حبشی غلام بھی اپنے کردار و اخلاق اور اعمال صالح کی بدولت مسلمانوں کا سردار بن سکتا ہے اور مسلمانوں پر اس کی اطاعت لازم ہو جاتی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاشرہ اور ضابطۂ حیات مسلمانوں کے لئے تجویز کیا تھا۔ جب تک مسلمان اس کی حدود کے اندر رہے دولت وحشمت، شوکت و صولت، سطوت و جلالت، جہانبانی و حکمرانی ان کے گھروں کی ادنیٰ کنیزیں بنی رہیں وہ دنیا بھر کے لئے معلم اخلاق بنے رہے وہ بڑے بڑے شہنشاہوں سے خراج وصول کرتے رہے۔ ان کے عدل و انصاف کا پھریرا لہراتا رہا اور دنیا ان کے اخلاق و کردار کی ثناخواں رہی۔ لیکن جب انہوں نے اس معاشرہ کو چھوڑ کر غیروں کا معاشرہ اختیار کر لیا اور اسلامی ضابطہ حیات سے منہ پھیر لیا تو ان کی حکومت چھین لی گئی ان کے جاہ و جلال کا چراغ گل ہو گیا۔ ان کی سطوت و جلالت افسانہ پارینہ بن کر رہ گئی اور شاعر نے ان کی اس اس حالت کو دیکھ کر بآواز بلند کہا ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

بقیہ :- اداریہ

کونسل کو تین ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرنے کی تجویز پاس ہوئی لیکن سات ماہ گزر چکے ہیں نہ تو مشاورتی کونسل کی رپورٹ منظر عام پر آئی، نہ اسمبلی میں اس پر بحث ہوئی اور نہ حکومت نے کوئی قدم اٹھایا۔ یہ تمام صورتحال عائلی قوانین کی تنسیخ کے مسئلہ کو طول دینے کے مترادف ہے۔ جس کی وجہ سے عوام کے جذبات میں بجا طور پر خلجان ہے۔

اندریں حالات ہم جمعیۃ علماء اسلام کے مطالبہ کی تائید کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں جلد از جلد کوئی اقدام کرے۔

دعائے صحت

اخباری اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ دنیائے اسلام کے مشہور عالم دین اور منفرد صاحب قلم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ، آنکھوں کی تکلیف کے باعث ہسپتال میں داخل ہیں۔ ادارہ خدام الدین دست بدعا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ حضرت مولانا مدظلہ کو صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرمائے اور آپ تازیست خدمت دین مبین میں مصروف رہیں۔

قارئین خدام الدین سے بھی درخواست ہے کہ وہ سید صاحب کے لئے صدق دل سے صحت یابی کی دعا فرمائیں۔

نام کتاب : المنہاج الواضح یعنی راہِ سنّت
(چھٹا ایڈیشن)
تالیف : حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صفدر
ضخامت : ۲۸۸ صفحات
قیمت : تین روپے پچاس پیسے
ملنے کا پتہ :-
ناظم مدرسہ نصرت العلوم متصل گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
ناظم مدرسہ عربیہ جامع مسجد بوہڑ والی گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

راہِ سنّت حضرت مولانا محمد سرفراز خاں صاحب گکھڑوی کی معرکۃ الآراء تصنیفِ لطیف ہے۔ اس کی مقبولیّت کا اندازہ صرف اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ پانچ مرتبہ چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے اور اب چھٹی مرتبہ زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آئی ہے۔ کتاب کیا ہے کتاب وسنت کی تعلیمات کا منہ بولتا مرقع ہے۔ مبتدعین کے وضع کردہ مختلف مسائل کا رَدّ اس میں نہایت احسن طور پر کیا گیا ہے۔ حضرت مصنّف دام فضلہ کی دیگر تصانیف بھی اپنا جواب آپ ہیں اور اکابر علماء سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں۔ لیکن یہ کتاب اس اعتبار سے سب پر فوقیّت رکھتی ہے کہ عوام وخواص دونوں کے لئے بے حد مفید اور نافع ہے۔ کتاب مذکور کی عظمت کا اندازہ صرف اس بات سے کریجئے کہ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی نے اسے مندرجہ ذیل الفاظ میں خراجِ تحسین پیش فرمایا ہے :-

" اس کتاب میں ممدوح نے محققانہ انداز میں سننِ نبویؐ اور رسومِ مروّجہ میں مدلّل اور موجّہ فرق دکھلاتے ہوئے بہت سے ایسے گوشے سلف کی عبارات، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات اور قرآن حکیم کی آیات سے کھول دئے ہیں جو اب تک پسِ پردہ تھے جن سے اخلاص واتباع کی دو اصلیں مضبوط سے مضبوط تر ہو کر سامنے آگئی ہیں اور شرک و بدعت کا حجت و برہان کی رُو سے قلع قمع ہو گیا ہے۔ مولانائے ممدوح کا مطمحِ نظر کتاب زیرِ نظر میں ان مسائل کا جو مبتدعین کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں اُن کے اصلی روپ میں پیش کرنا اور ان پر بدعات کا جو سیاہ لبادہ ڈال دیا گیا ہے اُسے اتار پھینکنا ہے جس میں وہ بحمداللہ کامیاب ہیں۔ اور ان کے پیچھے حجت و برہان کی زبردست کمک موجود ہے۔ مصنّف کی اَور دوسری لطیف تصانیف بھی جہاں تک نظر سے گذریں محققانہ، منصفانہ اور متین اندازِ بیان کی حامل ہیں جو سنت و بدعت اور دین وغیر دین کی تفریق کے سلسلہ میں مجادلہ وجدال کی دعوت نہیں دیتیں بلکہ شرحِ صدر، قوتِ یقین اور عمل میں طمانیت و قناعت کی طرف لے آتی ہیں۔ یہ اسم بامسمّٰی کتاب "راہِ سنّت" بھی حقیقتاً "راہِ سنّت کی داعی ہے۔

اللہ تعالےٰ فاضل مؤلف کی اس کاوش کو مزید شرفِ قبول سے نوازے اور عوام وخواص کو اس سے استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین !

نام کتاب مسلمان خاوند، مسلمان بیوی
تصنیف : حضرت مولانا محمد ادریس صاحب انصاری
کاغذ سفید۔ سرورق خوبصورت ڈسٹ کور پر کتابت طباعت عمدہ قیمت تین روپے علاوہ محصولڈاک۔
ناشر : دار التصنیف دار الاشاعت ۱۴-بی شاہ عالم لاہور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہم سے جدا ہوئے ۱۳۷۵ سال ہو چکے ہیں مگر آپؐ کی رسالت اور آپؐ کا پیغام سرمدی رہتی دنیا تک اُسی شان اور اُسی افادیت کے ساتھ باقی رہے گا جس حال اور جس اثر و تاثیر کے ساتھ آج سے پونے دو ہزار سال پہلے عرب کے خطہ میں نمودار ہوا تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دئے ہوئے پیغام اور لائے ہوئے نقشوں پر زندگی کی تعمیر کرنے والے نہ صرف اس جہان میں بلکہ اس کے بعد والے جہان قبر اور قبر کے بعد والے عالمِ آخرت میں بھی خدا کی رحمتوں کے حقدار ہوں گے۔

حیاتِ انسانی کا اہم شعبہ آدمی کی ازدواجی زندگی ہے۔ جس میں ایک مرد اور عورت کو ہمدردی مروّت اور محبت کے ساتھ نفع و نقصان کا ساجھی بن کر شریکِ حیات بننا پڑتا ہے۔ مرد عورت کے اس خاص جوڑ اور ملاپ کا اسلامی نام نکاح ہے انسانی معاشرت کا یہ سلسلہ بُری یا بھلی صورت میں قائم ہے۔ زندگی کے اس اہم شعبہ میں جس قدر خرابیاں، نقائص اور بدمزگیاں پیدا ہوتی ہیں اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ شادی کرنے والا اپنے ازدواجی تعلقات و معاملات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامِ رحمت اور ان کے بتلائے ہوئے نقشوں سے مستغنی اور بے نیاز ہو کر اپنی من مانی کرنے لگتا ہے جس کے نتائج دونوں یا ایک کی زندگی کے لئے تباہ کن اور دو گھروں کی بربادی کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔

اسی مقصد کے پیشِ نظر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب انصاری نے قرآن وحدیث کی روشنی میں دو کتابیں مسلمان خاوند اور مسلمان بیوی لکھی ہیں۔ اب ادارۂ دار التصنیف نے ان دونوں کتابوں کو اکٹھا ایک جلد میں بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اس کتاب کا ہر مسلمان گھر میں ہونا اشد ضروری ہے اہل ذوق حضرات مندرجہ بالا پتہ پر خط لکھ کر منگوا سکتے ہیں۔ تاجروں کو ۳۳ فیصد کمیشن دیا جائیگا۔

بقیہ : مجلسِ ذکر

سارے وظائف و لطائف کثرت سے کرنے سے انسان مکمل طور شیطان کے اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ ان وظائف کو کرنے سے انسان کے سارے جسم پر اللہ کے نام کے پہرے بیٹھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو کثرت سے ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ نیک کاموں کا خیال فرشتے لاتے ہیں۔ سمندروں میں بھی فرشتے کام کرتے ہیں۔ جب کوئی شکاری جال لگاتا ہے تو فرشتے اُن مچھلیوں کو گھیر کر لاتے ہیں۔ جن کی موت آنی ہوتی ہے۔ اور جن کی زندگی کے دن ابھی باقی ہوتے ہیں اُن کو جال سے دُور لے جاتے ہیں۔ دنیا میں لوگوں کے نیک و بد کی مشہوری بھی فرشتے ہی کرتے ہیں جب کوئی انسان نیک کام کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے احکامات کی پوری فرمانبرداری کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اپنے دربار میں فرشتے سے اُس نیک آدمی کا ذکر کرتے ہیں کہ میں فلاں بندے سے خوش ہوں وہ فرشتے اپنے سے نیچے فرشتوں سے ذکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فلاں بندے سے خوش ہیں۔ اسی طرح وہ فرشتے اپنے سے نچلے فرشتوں سے۔ حتیٰ کہ دنیا کے فرشتوں تک یہ خبر پہنچ جاتی ہے۔ دنیا کے فرشتے لوگوں کے دلوں میں اُس بندے کی عزت و عظمت ڈال دیتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی بڑا نیک و پرہیزگار ہے۔ اسی طرح بُرے، بدکار اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے کی بھی مشہوری دنیا والے فرشتے کرتے ہیں۔ اُن کو بھی اُسی طرح اوپر والے فرشتوں سے خبر پہنچتی ہے۔ اور پھر وہ لوگوں کے دلوں میں اُس آدمی سے نفرت ڈال دیتے ہیں۔ ان سب باتوں پر ہمیں ایمان اور یقینِ کامل رکھنا چاہئے۔ صرف اتنی بات سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ کہ فرشتے ہمیں نظر نہیں آتے حالانکہ ہم بہت ساری چیزوں کا بغیر دیکھے

یقین کر لیتے ہیں۔ مثلاً ہم میں سے اکثر نے لندن، امریکہ اور روس نہیں دیکھا۔ لیکن ہم سب ان ملکوں کا وجود مانتے ہیں۔ آج کی معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ بُرے وساوس سے بچیں۔ اگر آئیں تو کوئی پرواہ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگیں۔ ان کی طرف کوئی توجہ وخیال نہ کریں۔ اگر نیک خیال آئے تو اسے فوراً پورا کریں اور اللہ کا شکر بجا لائیں۔ کثرت ذکر اللہ سے دل پر اللہ کے نام کا پہرہ بٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بھکر میں

خدام الدین کا تازہ پرچہ حافظ غلام رسول صاحب نابینا سے حاصل کریں۔

بورے والہ میں

خدام الدین کا تازہ پرچہ رشید احمد صاحب آزاد نیوز ایجنسی سے حاصل کریں۔

بہاولپور میں

خدام الدین کا تازہ پرچہ مولانا عبدالتواب صاحب چوک بازار سے حاصل کریں۔

دعائے صحت

مدرسہ ضیاء العلوم ملتان کے سالانہ اجلاس میں شرکت کے لئے ملتان حاضری ہوئی تو پتہ چلا کہ فخر العلماء والصلحاء حضرت مولانا علامہ دوست محمد قریشی مدظلہ کے اہل وعیال سب کے سب بیمار ہیں۔ جس کی وجہ سے حضرت علامہ سخت پریشان تھے۔ بزرگانِ دین وقارئین خدام سے درخواست ہے کہ وہ حضرت علامہ مدظلہ کے بچوں کی صحتیابی ۴ کے لئے صدق دل سے دعا فرمائیں۔

ناظر۔ ایڈیٹر خدام الدین

احتجاج

راولپنڈی میں مسلسل دو جمعوں سے تمام جامع مساجد میں عظیم الشان اجتماعات میں جمعہ کے دن حکومت سے پُر زور مطالبہ کیا گیا کہ امپیریل سینما راولپنڈی میں **عشق حبیب فلم** کو جلد از جلد بند کرایا جائے کیونکہ مسلمان سینما جیسی گندی جگہ میں ایسی متبرک ہستیوں اور روضہ مبارک کی تصویر کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مسلمانوں کو کوئٹہ اور گوجرانوالہ کی طرح نقص امن سے بچایا جائے۔

مولانا غلام اللہ خاں، مولانا عبدالستار، مولانا عبدالحکیم، مولانا قاری محمد امین، مولانا فضل حق، مولانا عبدالہادی وغیرہ صاحبان اور باقی علماء کرام نے اس ریزولیشن کی پُر زور تائید کی۔

عبدالستار خطیب جامع مسجد چوک ڈالی ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع راولپنڈی

جلسۂ سیرت النبیؐ

۳۱ر جولائی ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء برلب سڑک دھرم پورہ میو روڈ لاہور منعقد ہوگا جس میں حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب بھٹی خطیب میانوالی اور حضرت مولانا قاری عبدالحی صاحب عابد خطیب مسجد نہر والی مغلپورہ لاہور و دیگر علماء کرام تشریف لائیں گے۔

حافظ محمد صادق دھرم پورہ لاہور

ضروری اعلان

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا درس قرآن ہر ماہ کے آخری اتوار کو منعقد ہوتا ہے۔ آئندہ درس انشاء اللہ ۲۵ ۶۵ اتوار صبح ۸ بجے بنگلہ نمبر ۱۵ اجاٹن روڈ واہ کینٹ میں منعقد ہوگا۔ خواہشمند حضرات سے گذارش ہے کہ شرکت فرمائیں۔

محمد عثمان غنی بی اے

قرارداد

برائے امداد مدرسہ تعلیم القرآن باغ

تحصیل کے مرکز باغ میں دینی تعلیم کا ادارہ مدرسہ تعلیم القرآن باغ ۱۹۴۶ء سے دینی تعلیم کی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس وقت تک کافی تعداد میں قرآن مجید کے حفاظ مدرسہ ہذا سے فارغ ہو کر علاقہ میں درس وتدریس کے کام میں مشغول ہیں۔ مدرسہ ہذا کو اس وقت تعمیری اور دیگر ضروریات کے حصول کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

الاہیان باغ کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت آزاد کشمیر سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جس طرح دیگر مراکز میں دینی تعلیم کے اداروں کو امداد دے رہی ہے اسی طرح ہمارے اس خالص مذہبی مرکز میں ادارے کو بھی ماہانہ امداد و برائے تعمیر عمارات کے لئے معقول رقم دے کر ہمیں ممنون فرماتے۔

بچوں کا صفحہ

ہمارے بزرگ

دوسری قسط

حضرت عبداللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ

ایک بار ایک عالم کی تقریر سننے گئے تو پوری تقریر یاد کر لی اور لوگوں کے پوچھنے پر پوری تقریر ٹھیک ٹھیک سنا دی ایک لفظ بھی نہ بھولے۔ لوگ سن کر دنگ رہ گئے ——— یہ سب اللہ کی مہربانی ہے۔ جسے چاہے عزت دے۔ حضرت عبداللہ پر اللہ کی مہربانی ہی تھی کہ وہ تھوڑے دنوں میں بہت بڑے عالم ہو گئے۔ اور دُور دُور تک اُن کا چرچا پھیل گیا۔ اب وہ جہاں جاتے لوگ ان کی عزت کرتے اور سر آنکھوں پر بٹھاتے۔ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے استاد بھی ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے ایک استاد تھے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ۔ ایک خراسانی نے حضرت سفیانؒ سے قرآن و حدیث کی ایک بات پوچھی۔ فرمایا۔ "تمہارے یہاں خراسان میں سب سے بڑا عالم موجود ہے اور مجھ سے پوچھنے آئے ہو۔" اُس خراسانی نے پھر پوچھا۔ "ہمارے یہاں خراسان میں وہ عالِم صاحب کون ہیں؟ ان کا نام کیا ہے؟" فرمایا۔ "عبداللہ ابن مبارک"۔ "آج کل ان سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں"۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت عبداللہؒ کے استاد تھے۔ وہ بھی ان کو بڑا عالم مانتے تھے اور ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اسی طرح سارے استاد انہیں مانتے تھے۔ اور سب عزت کرتے تھے۔

لوگ عبداللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی عزت اتنی کرتے تھے کہ بادشاہ کی عزت بھی اتنی نہیں کرتے تھے۔ ایک بار یہ ایک شہر (رقّہ) میں گئے اس وقت وہاں بادشاہ ہارون رشید ٹھہرا ہوا تھا۔ بادشاہ اپنی بیگم کے ساتھ ایک محل کے کمرے میں بیٹھا تھا اور باہر میدان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اچانک دیکھا کہ لوگ ایک طرف بھاگے جا رہے ہیں اور اتنی بھیڑ ہے کہ ختم ہی نہیں ہوتی۔ ہارون رشید کی بیگم نے پوچھا کہ اتنی بھیڑ کیوں ہے اور سب لوگ کہاں بھاگے جا رہے ہیں؟ جواب ملا کہ خراسان کے سب سے بڑے عالم حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ آ رہے ہیں۔ سب ان کو لینے شہر سے باہر جا رہے ہیں۔ بیگم نے یہ سنا تو بولی۔ سچ پوچھو تو بادشاہ یہ ہیں۔ بھلا ہارون رشید بادشاہ کیا ہے جو پولیس اور سپاہیوں کے بغیر لوگوں کو جمع نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اتنے بڑے عالم تھے لیکن انہوں نے اپنے علم سے روپیہ پیسہ نہیں جوڑا اور نہ اس کے بدلے کوئی رقم لی۔ وہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے اس میں ان کو بڑا نفع ہوتا تھا لیکن وہ یہ رقم اپنے اوپر نہیں خرچ کرتے تھے۔ غریبوں اور بے باپ کے بچّوں اور قرآن و حدیث کا علم سیکھنے والوں پر خرچ کر دیا کرتے تھے۔ علم سیکھنے والوں کو وہ بہت زیادہ دیتے تھے۔ یہ اس لئے کہ وہ اِدھر اُدھر اپنی ضرورت پوری کرنے نہ جائیں اور جی لگا کر پڑھیں۔

قرض دار کا قرض ادا کرا دینے کا بڑا ثواب ہے۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دار مسلمانوں کو اس طرف دھیان دلایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ قرض داروں کا قرض اپنے پاس سے ادا کر دیا کرتے تھے۔ ایک بار کسی نے کہا کہ سات سَو کا قرضدار ہوں انہوں نے اُسے سات ہزار دئیے۔

ایک بار ان کے ایک شاگرد پر بڑا قرض ہو گیا وہ بے چارا ادا نہ کر سکا تو اسے جیل بھجوا دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کو معلوم ہوُا تو دس ہزار بھیجے اور جھٹ وہاں سے چل دئیے شاگرد کو معلوم بھی نہ ہو سکا کہ اُسے کس نے چھڑایا۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت عبداللہؒ نام کے لئے یہ نہیں کرتے تھے۔ اسی لئے چاہتے تھے کہ ان کی نیکی کوئی جان نہ سکے مگر وہ چھپتی نہ تھی۔ ان کو جہاد کا بھی بڑا شوق تھا۔ ایک بار ایک جہاد میں شریک ہوئے۔ کافروں سے بڑی بہادری سے لڑے۔ دشمن کے تین بڑے بڑے بہادروں کو للکار کر قتل کیا۔ لیکن اس طرح کہ اپنا چہرہ چھپائے ہوئے تھے۔ دیکھنے والے حیران تھے کہ یہ کون بہادر ہے آخر ایک آدمی نے بڑھ کر چادر کھینچ لی۔ چہرہ کھُلا تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہیں۔ آپ جو بھی کام کرتے اللہ کی خوشی کے لئے کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ اتنے بڑے عالم تھے، مال دار تھے، بہادر تھے سب لوگ ان کی عزت کرتے تھے۔ لیکن ان میں گھمنڈ ذرا نہ تھا۔ اگر کوئی ان کی تعریف کرنے لگتا تو بہت بُرا مانتے تھے اور اُسے چپ کرا دیتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے ۶۳ برس کی عمر پائی۔ اتنی ہی عمر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی۔ اس پر لوگوں نے بڑے پتے کی بات کہی کہا کہ حضرت عبداللہؒ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر عمل کرتے تھے اللہ نے یہ کیا کہ عمر بھی اتنی ہی دی۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ۱۳ رمضان ۱۸۱ھ میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ جس نے سنا اس کو بڑا رنج اور دُکھ ہوُا۔ خلیفہ ہارون الرشید کو معلوم ہوُا تو اس پر بھی بڑا اثر ہوُا۔ اس نے کہا۔ "افسوس عالموں کے سردار کا انتقال ہو گیا۔"

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں بڑے بڑے عالم اور امام ہوئے۔ جن میں سب سے زیادہ مشہور امام احمد بن حنبلؒ، یحییٰ بن معینؒ، ابوبکر بن شیبہؒ، حبان بن موسیٰؒ اور عبدالرحمٰن بن مہدیؒ ہوئے اللہ تعالےٰ ہمیں ان جیسے کام کرنے کی طاقت عطا فرمائے۔ آمین!

فون نمبر ۶۷۵۴۵ — ۳۰ — ۳۰ جولائی ۱۹۶۵ء

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

Weekly "KHUDDAMMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل نمبر
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء پشاور بذریعہ چٹھی نمبری T. B. C ۲۸۱۰۲۷۳۰ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

قرآن عزیز

ترجمہ تحشیہ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ہدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنا فلی سفید کاغذ	بکینیل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۸/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

شرح اسماء اللہ الحسنی

مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین رحمہ اللہ

اس مختصر سے رسالہ میں ذات باری تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم کی تشریح و وضاحت نہایت ہی عمدہ اور عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ اگر انسان ان اسماء کا مظہر بننا چاہے تو اپنے آپ کو ان کی خصوصیات سے کس طرح متخلق بنائے اور حق سبحانہ تعالیٰ کی ہر صفت کے سامنے کس طرح حق عبودیت ادا کرے؟

نیز مضمون کو عام فہم بنانے کیلئے عند الضرورت حجۃ الاسلام امام غزالی رح اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح کی تصریحات بھی درج ہیں۔

اس رسالہ کے آخر میں ہندوستان کے مقتدر علمائے کرام کی تصدیقی آراء بھی موجود ہیں۔ رسالہ کا حجم سرکاری درسی کتب کے ۸۰ صفحات جتنا ہے کتابت عمدہ

المعلن: ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

نیا ایڈیشن چھپ کر آ گیا ہے۔
ہدیہ رعایتی - ۲/- روپے۔ محصولڈاک ایک روپیہ۔ کل تین روپے بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسالِ خدمت ہو گی۔

ملنے کا پتہ: دفتر انجمن خدام الدین لاہور

مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا